۶۸۹

إنّ اللّٰہ لطیفٌ خبیرٌ

اللطیف

دار العلوم لطیفیہ

مکانِ حضرت قطبِ ویلور قدس سرہ

از سنہ ۱۳۸۰ ہجری تا سنہ ۱۳۸۱ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللطیف

فہرست مدیران

مدیرِ اعلیٰ

عالیجناب ابوالحسن صدر الدین سید شاہ محمد طاہر رضا قادری صاحب بی اے

شریک مدیرِ اعلیٰ

جناب مولوی محمد طیب الدین صاحب بہاری لکچرار شعبۂ عربی

نائب مدیر

جناب مولوی سید محمود صاحب لکچرار شعبۂ فارسی

نمائندۂ طلباء

سید مصطفیٰ حسین بخاری کڈپوی زمرۂ خامس

سنہ ۱۹۶۱ء تا سنہ ۱۹۶۲ء

فہرست مضامین

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	نظم	حضرت رکن الدین شاہ ابوالحسن قادری قربیؒ	۳
۲	اداریہ		۴
۳	روئداد	ناظم دارالعلوم	۵
۴	طلباء سے خطاب	عالیجناب ابوالحسن صدرالدین سید شاہ محمد طاہر صاحب	۷
۵	ختم رسالت علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم	جناب مولوی ابوالمعانی علوی صاحب	۹
۶	اسلام اور کمیونزم	جناب مولوی محمد طیب الدین صاحب	۱۱
۷	فضیلت باطن برظاہر	جناب سید محمود صاحب	۱۷
۸	نظم	حضرت رکن الدین شاہ ابوالحسن قادری قربیؒ	۱۹
۹	امن انسانیت کا واحد علمبردار	سید مصطفٰی حسین بخاری	۲۰
۱۰	وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	محمد ضیاء الدین	۲۴
۱۱	اللہ کے رسول	محمد شبیر اکرمی	۳۱
۱۲	رباعیات	مولانا سید محمود صاحب اسلم	۳۶
۱۳	نیاز عقیدت دربارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم	سید مصطفٰی حسین بخاری کشفی	"
۱۴	سیرت کاملہ	محمد رفیق احمد	۳۷
۱۵	عدالت فاروقی کی ایک جھلک	سید انوار اللہ	۴۳
۱۶	کیا اسلام تلوار سے پھیلا؟	سید عظمت اللہ	۴۷
۱۷	میرے پسندیدہ اشعار	حفیظ الرحمن	۵۲
۱۸	اقوال زریں	محمد نعمت اللہ	۵۳
۱۹	اخلاص عمل	ٹی۔ یم۔ ر۔ احمد باشاہ	۵۴
۲۰	نماز	محمد فیاض محی الدین	
۲۱	علم دین کی فوقیت	یم۔ جی۔ خلیل الرحمن	
۲۲	فضائل درود شریف	سید امان اللہ	

بعطیہ حضرت مولانا ابو الصالح عماد الدین سیدہ شاہ محمدؐ ناصر صاحب قبلہ قادری (المعروف میراں پاشا صاحب) امام العارفین سید السالکین حضرت مولانا رکن الدین سیدہ شاہ ابو الحسن قربی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نظم تبرکاً میگزین میں ہدیۂ ناظرین ہے۔

یاقوت تیرے لب کا ہے لعل بدخشانی
دندان کے جلا اوپر الماس ہے قربانی
یک نکتہ پرم کا پڑھ عشاق کے مجلس میں
دفتر میں توں نا پائے پو راز ہے پنہانی
نکتے کا سمجھ تجہ کو کچھ علم سوں آئے
کہتے ہیں بزرگاں سب یہاں علم ہے نادانی
نکتے کے سمجھنے کا ہے یار مکاں دنیا
جنت میں گیا تو بھی کھاوے گا پشیمانی
دنیا میں جو اندھا ہے عقبیٰ میں بھی ہے اندھا
دیکھا ہے جنھیں حق کوں او مرد ہے ربانی
اسرار حقیقت کے دفتر میں سماتے نیں
مرشد کے زباں سوں کر حاصل یو سخندانی
نیں غیر خدا مک میں موجود یقیں سوں بوجھ
فی انفسکم قربی ہے آیت قرآنی

اس عالم کون وفساد میں وہی شخص ابھرا جس نے اپنی زندگی کے قیمتی وقفوں کو حصول فضل وکمال میں صرف کیا جتنی جتنی کوششیں رہیں اتنے ہی وہ عروج وارتقاء کی منزلیں طے کرتا رہا، دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیتوں کی زندگی کے مطالعہ سے تو یہی معلوم ہوگا کہ انتہائی جانفشانیوں کے بعد ہی کوئی ارسطو و بقراط بنا ہے یونہی حضرت امام غزالی و امام رازی نے در در کی خاک چھانی زمانے کے حوادثات سے منہ موڑ کر صرف اپنی منزل مقصود کو پانے کی انتھک کوششیں کرتے رہے پھر کہیں فخر دین اور حجۃ الاسلام بنکر دنیا میں چمکے، علاوہ ازیں جس پر نگاہ ڈالیں اسی لباس میں ملبوس نظر آئیں گے۔ آج ویلور کی سرزمین پر جو علم کا لہلہاتا ہوا باغ نظر آرہا ہے یہ بھی کسی مردِ کامل[1] کی جانفشانی اور ان کے بعد والے نفوسِ قدسی کی سعی پیہم کا نتیجہ جو آج دنیائے دکن کو بوئے علم وفضل سے معطر ومعنبر کر رہا ہے اور تا قیام قیامت کرتا رہیگا۔ یہ میگزین اللطیف بھی ہماری کوششوں کی پہلی سیڑھی ہے جو منظر عام آرہا ہے۔ حال کی روشنی میں ہم مستقبل کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر زمانہ سازگار رہا تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ میگزین ملک کے صف اول کے میگزینوں کے دوش بدوش ہوگا۔

از

ادارہ

---

[1] نوٹ۔ مرد کامل سے مراد حضرت مولانا سید شاہ عبد اللطیف بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے نام پر مدرسہ اور میگزین ہے اور بعد والے سے مراد جو اسی خاندان کے اندر بڑی بڑی بزرگ ہستیاں گذری ہیں۔

رُوئداد دارُالعُلوم لَطیفیہ

تمام تعریفیں باری تبارک وتعالیٰ کیلئے ہیں جس کا ارشاد ہے خلق الانسان علمہ البیان اور صلوٰۃ وسلام اس مقدس ذات بابرکات پر جس کا فرمان عالی ہے انا جوامع الکلم انا افصح العرب والعجم اور آپ کے آل اطہار واصحاب ذی تبار پر رحمتیں نازل ہوں کہ جنکی مبارک شخصیتیں میدان رشد وہدایت کی شہسوار کہلائیں۔ اما بعد دارالعلوم لطیفیہ کی علمی خدمات روز روشن کی طرح سب پر ظاہر و باہر ہیں کہ دارالعلوم ہذا کی یہ خدمات آج سے سیکڑوں برس سے جاری وساری ہیں ہزاروں تشنگان علوم نے آکر اپنی پیاس بجھائی اور دارالعلوم نے ہمیشہ طالبان حق کیلئے اپنا دامن کشادہ رکھا ان کی ہر علمی خدات کیلئے کوشاں رہا۔ ہر علمی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا بحمداللہ تعالیٰ دارالعلوم نے اپنی سابقہ خدمات کی طرح اس سال بھی بحسن وخوبی تعلیمی خدمت انجام دیا۔

دارالعلوم میں خصوصی اضافے

دارالعلوم ہذا نے طلبار کی خارجی معلومات کیلئے یہ منظور کیا ہے کہ مختلف چھٹیوں میں دوسر مقامات پر معلوماتی سیر (EXCURSION) کیلئے بھیجکر انکی معلومات میں اضافہ کیا جائے تاکہ موجودہ ترقیوں کے دور میں یہ اپنے مذہب کو ساتھ لیتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اسال عیدالضحیٰ اور آخری چہارشنبہ کی چھٹیوں میں طلبار کو اگری کلچرل انسٹیٹیوٹ کاٹ پاڈی بھیجا گیا جہاں طلبار نے بجلی کی قوت سے بیک وقت دس ہزار مرغی کے بچے پیدا کرنے والی مشین کا معائنہ کیا اور پودے کو ایک دوسرے سے کس طرح ملایا جاتا ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں اس کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کیں۔ نیز ویلور کی سنٹرل جیل جو بہت ہی مشہور ہے وہاں طلبا نے

قیدیوں کی رہائش اور انکے کارخانے جسمیں کپڑے اور کاغذ و کمبل وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں اور غذائی حالتوں کا معائنہ کیا نیز دار العلوم ہذا نے طلباء کی تفریح و صحت کا خیال کرتے ہوئے والی بال بیاٹ منٹن ٹنی کائٹ وغیرہ کا انتظام کیا تاکہ تفریح کے ساتھ ساتھ انکی صحت بھی قایم رہے بحمد اللہ طلباء کی صحت امسال بہت اچھی رہی

امتحانات وانعامات

جس طرح ہر سال تین امتحان سہ ماہی ششماہی و سالانہ ہوتے رہے اور سالانہ امتحان کیلئے باہر علمائے کرام نے سوالات کا انتخاب فرماکر امتحان لیا اس طرح امسال بھی سالانہ امتحان کے پرچے باہر سے آئے اور امتحان کی کاپیاں بھی انھیں کے پاس جانچنے کیلئے روانہ کی گئیں نیز درجۂ حفاظ میں امسال فارغ ہونے والے کے امتحان کیلئے بھی باہر سے ممتحن بلائے گئے اور باقاعدہ ان کا امتحان لیا گیا بعد امتحان سال گذشتہ کی طرح سالانہ اجلاس کے موقع پر مقابلہ کتب درسیات و تجوید اور مقالہ نویسی و اسپورٹس میں اوّل و دوم آنے والے طلباء کو انکی حوصلہ افزائی کیلئے گرانقدر انعامات سے نوازا گیا۔

انجمن دائرۃ المعارف

طلباء کے ذوق علمی کو مدنظر رکھتے ہوئے دار العلوم میں ایک انجمن بنام دار المعارف قایم کی گئی تاکہ طلباء میدان تقریر میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے اندر گویائی کا ملکہ پیدا کرسکیں اور انداز خطابت سیکھ سکیں، انجمن ہذا کا ہفتہ میں ایک اجلاس جسمیں دو نشستیں ہوتی رہیں ایک شب جمعہ دوسری بروز جمعہ حسب عادت دیرینہ اس سال بھی انجمن ہذا کے افتتاحی اجلاس کے موقع پر اعلیحضرت مولانا مولوی ابو النصر قطب الدین سید شاہ محمد باقر صاحب قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حضرت قطب ویلور قدس سرہٗ نے اپنے خطبۂ صدارت میں تعلیمی اہمیت کو بتلاتے ہوئے فن خطابت اور تصوف و سلوک کی جانب توجہ دلائی نیز جناب مولوی سید عبدالسبحان صاحب شفقتی لکچرار گورنمنٹ آرٹس کالج

باقی صفحہ ۳۰ پر

طلباء سے خطاب

> طلباء دارالعلوم کو علم سے متعلق ہمارے ناظم حضرت مولانا ابوالحسن صدرالدین سید شاہ محمد طاہر صاحب قادری مدظلہ العالی کا ایک مفید خطاب ہدیۂ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

ایک مدت مدید سے ہماری یہ خواہش رہی کہ کالج کا ایک میگزین شائع کیا جائے۔ شکر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا جس کے فضل و کرم سے یہ دیرینہ آرزو پوری ہوگئی، اساتذۂ کرام و طلباء عزیز کے غور و فکر کا نتیجہ اور محنت کا پھل اس میگزین کی شکل میں رونما ہو رہا ہے۔ یہ ابتدائی کوشش اور پہلا تجربہ ہے جو بھی خامیاں ہوں گی مجھے امید ہے کہ رفتہ رفتہ دور ہو جائینگی۔ اور یہ میگزین دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا جائیگا۔

افلاس انسان کے حوصلوں کو پست اور دولتمندی قوائے دماغی کو کند و سست کرنے والی ہے۔ جس طرح افلاس میں مستقل مزاج رہنا دشوار ہے۔ اسی طرح نشۂ دولت میں اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا مشکل ہے۔ اگر واقعات یہ ثابت کردیں کہ کوئی انبار سیم و زر پر بھی ویسے ہی طالب علم رہا جیسے افلاس میں تو یہ ظاہر ہوگا کہ اس نے علم کے دو زبردست دشمنوں کو اپنی بلند حوصلگی سے زیر کرلیا ہے۔

علامہ ابن العلاء سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کو کب تک علم حاصل کرنا چاہیئے، موصوف نے کہا جب تک حیات مہربان رہے۔ سقراط کا مقولہ ہے "میرے علم کی معراج یہ ہے کہ میں نے جان لیا کہ مجھ کو کچھ نہیں آتا۔ ایک اور حکیم کا قول ہے کہ دنیا میرے علم کی نسبت معلوم نہیں کیا کچھ گمان کرتی ہوگی مگر میں اپنے آپ کو ایسے ہی سمجھتا ہوں جیسے کہ ایک نافہم بچہ سمندر کے کنارے چند خزف پاروں سے کھیل رہا ہے اور علم کا ناپیداکنار سمندر اس کے آگے موجزن ہے۔ اگر ان ہستیوں کا یہ دلی عقیدہ نہ ہوتا تو ہرگز وہ علم کے اعلیٰ مراتب پر فائز نہ ہوتے۔

علامہ اثیر الدین کے متعلق بیان ہے اگرچہ وہ علم و فضل میں اس پایہ کو پہونچے ہوئے تھے کہ اُن کی تصانیف ایک بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی تھیں ۔ لیکن پھر بھی اساتذہ کے آگے کتاب لے کر بیٹھنے میں کوئی عار نہ تھا۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے جو کوئی دنیا کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کو چاہیئے کہ تجارت کرے اور جو آخرت حاصل کرنا چاہتا ہے زہد و تقویٰ اختیار کرے ۔ اور جو شخص حصولِ دین و دُنیا کا آرزومند ہے تو اس کو چاہیئے کہ علم سیکھے ۔ علم ایسی ہی شے ہے جو انسان کو معراج کمال تک پہونچا کر ایک ایسی بصارت بصیرت عطا کرتی ہے جس کے ذریعہ انسان ہر اچھے بُرے حلال و حرام کی تمیز کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

تاریخ دُہرائی جاتی ہے کیا عجب ہے کہ علماء سلف کے نقشِ قدم پر چلنے سے تم بھی اُنکی طرح لائق و فائق بن کر نکل سکو لیکن اس کے لئے عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ جس سے تمہارے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔

زمانہ تیز رفتاری سے بدلتا جا رہا ہے اٹامک انرجی کا دور ہے ، علوم و فنون میں بزرگانِ سلف کے مانند حصول کمال نہ کیا تو زمانہ تمہارا انتظار نہ کرے گا، یہ آگے نکل جائیگا۔ اور تم کفِ افسوس مل کر رہ جاؤگے جس کا حاصل کچھ نہیں۔ تم کو اس دار العمل ہی میں اپنی مادی زندگی سنوارنے کے ساتھ ساتھ روحانی زندگی کو بھی سنوارنا ہے۔ اسلام کی سب سے بڑی خوبی روحانیت ہے۔ اس کی بے پناہ قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے اپنے کردار کو بلند سے بلند تر کرنا ہے۔ اگر تم تنظیم و وقار کے ساتھ حصولِ مقصد میں کوشاں رہے تو انشاء اللہ کامیابی کا سہرا تمہارے سر رہیگا ۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک تمہیں عالم باعمل فاضل بے بدل بنائے آمین ثم آمین۔ اللّٰھم زد فزد۔

ختم الرسالة على محمد صلى الله عليه وسلم

بقلم حضرة العلامہ مولانا مولوی ابو المعالی علوی مفتی بدار العلوم لطیفیہ ویلور

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين وامام المرسلين وعلى آله وصحبه والتابعين ـ وبعد ـ فقد قال الله تبارك وتعالى في كتابه المبين. اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ـ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ (توبه) ايها الناظرون ـ اعلموا ـ ان الفراق بين النبي والرسول ـ النبي هو انسان مبعوث من الله تعالى الى الخلق لتبليغ احكام فان كان ذا كتاب وشرع بعد مستجددة يسمى رسولا النبوة والرسالة قد اختتمتا على محمد صلى الله عليه وسلم فمن ادعى بعد بعثته صلى الله عليه وسلم انه نبي او رسول فهو كذاب. كما زعم بعض الناس انه نبي من الله ورسوله زعما باطلا. قد اعتقد بعض الجهال عليه انه صادق في دعواه وكانوا يعتقدون ان الرسالة لم تختتم على محمد صلى الله عليه وسلم بل تجرى الرسالة حتى وصلت اليه وهم يقولون من انكر رسالته فهو كافر ويدخل بعد الموت في النار وحرم الله عليه الجنة ـ نعوذ بالله من ذالك هذا بهتان صريح. ايها السادات الكرام، النصوص القطيعة واردة على ختم رسالة محمد صلى الله عليه وسلم اعني بها ختم النبوة على محمد صلى الله عليه وسلم ثابت بالكتاب والسنة وقد يعتقد اصحابه صلى الله عليه وسلم رضوان الله تعالى عليهم اجمعين. ان محمدا صلى الله عليه وسلم نبي آخر وقد ختم الرسالة

عليه صلى الله عليه وسلم وسائر ائمة الفقه والحديث والمفسرون الكبار والاولياء العظام والعلماء ذووالاحترام كلهم يعتقدون ان الرسالة والنبوة اختتمتا على محمد صلى الله عليه وسلم وكان اجماع الامة على هذه العقيدة - والقياس ايضاً يدل على صحة ثبت الذى نطق عليه القرآن وورد عليه الحديث وكان عليه اجماع الامة والقياس يؤيده -

من خالف بالقرآن والسنة واجماع الامة والقياس خلافاً صريحاً. هل هو على صراط مستقيم - كيف يكون على الطريق المستقيم - بل هو سالك على الطريقة التى وصلت له الى جهنم - يا اخوان المسلمين قد نشرت الفتاوى - من المدارس الاسلامية على تكفير منكرى ختم النبوة - وعدم جواز النكاح معهم وقال ائمة الاسلام لاتجوز الصلوٰة على جنازتهم - ولايجوز التدفين فى مقابر المسلمين لانهم كافرون حتماً من شك فى كفرهم فهو ايضاً كافر لانخاف باحد من الكفار والمشركين ومن اليهود والنصارى كما نخاف بهم لذا انهم يزعمون على الحق والاسلام وغيرهم على الباطل والكفر يصدق عليهم قول الشاعر " آن کس که نداند وبداند که بداند ⁂ آن جہل مرکب ابد الدهر بماند " يعنى انهم لايعلمون ولايعلمون انهم لايعلمون - بل هم مصرون على انهم يعلمون فهم الى ابد الدهر فى الجهل المركب - يا ارباب العقول - سنذكر الان دلائل - من الكتاب والسنة وغيرها كافة على ابطال دعواهم - قد قال الله تبارك وتعالىٰ فى كتابه القديم - بسم الله الرحمٰن الرحيم ۞ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (احزاب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - ولا نبى بعدى (رواه البيهقى) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ختم النبيون (متفق عليه) بقيه صفحه ١٦ پر

کمیونزم اور اسلام

جناب مولوی محمد طیب الدین صاحب

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسلام کی تاریخ بتاتی ہے کہ اسے ہر دور میں مخالف طاقتوں سے متصادم ہونا پڑا ہے، اور ہمیشہ کامرانی و فیروزمندی نے بڑھ کر اس کا خیر مقدم کیا ہے، ابتداً شرک کی کالی گھٹاؤں نے چاہا کہ ہر طرف اندھیرا چھا جائے، نورِ توحید ہمیشہ کے لئے ماند پڑ جائے لیکن خورشیدِ اسلام کی تیز شعاعیں ان کے سینے کو چیر کر افقِ عالم پر پھیل گئیں، پھر تثلیث آگے بڑھی کہ اس کے گلے میں پھندے ڈالے لیکن جو دُنیا کا طوقِ غلامی دُور کرنے آیا تھا، جو واحد قہار کی بارگاہِ پُرجلال میں سر جھکانے کی تلقین کر رہا تھا۔ وہ خود کسی اور کے آگے گردن کیا جھکا سکتا تھا۔ مجوسیت انتہائی غضبناک حالت میں اسلام کے دامنِ تقدیس کی طرف لپکی لیکن اپنی پوری شعلہ سامانیوں کے باوجود خاکستر ہو کر رہ گئی، آمریت سجدہ ریز نظر آئی، غرضیکہ نورِ ہدایت کے گرد ظلمتیں منڈلاتی رہیں اور اسلام کی فطری حُسن نکھرتا رہا، ہالہ ماہِ کامل سے جتنا ہی قریب ہوتا گیا، اس کی دلکشی بڑھتی گئی، یہ نہ سمجھئے کہ معرکہ آرائیاں ختم ہو چکی ہیں۔ اس دورِ جدید میں بھی دینِ فطرت سے بے شمار نظریات اُلجھ رہے ہیں۔

اس وقت ہر ایک کا تذکرہ مقصود نہیں، مغربی جمہوریت یقیناً تھی کبھی قابلِ توجہ لیکن اب اس کا آفتاب نصف النہار سے ڈھل چکا ہے، اپنے شباب کی رعنائیاں بے دریغ لٹا چکی ہے، سرِ راہ لٹا چکی ہے، ہوٹلوں، پارکوں میں لٹا چکی ہے، سرمایہ داروں کے عشرتکدوں کی بھینٹ چڑھ چکی ہے۔ اب یہ ایک سرد لاش ہے جس میں کوئی کشش باقی نہیں، اس پر گفتگو غیر ضروری ہے۔ میں اس وقت کمیونزم کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو ابھی

پس پردہ دُنیا کو دعوتِ نظارہ دے رہا ہے اور اس کے پہلو بہ پہلو اسلام کے اصول زندگی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ایک منصف مزاج شخص پر اسلام کی برتری ظاہر ہو جائے۔ سب سے پہلے مارکس کا وہ بنیادی نظریہ سمجھ لیجیے، جس پر اُس کے افکار کی بنیاد قائم ہے اور جہاں سے مابعدالطبعیات نظری کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور انکارِ خدا مذہب بن جاتا ہے۔ اس اصولی گفتگو کے بعد چند عملی قوانین پیش کرنے کی کوشش کروں گا، مارکس کا خیال ہے کہ دُنیا میں جتنی تحریکیں اُٹھتی ہیں، سیاسی ہوں یا مذہبی سب کی سب معاشی حالات کی پیداوار ہوتی ہیں، کمیونسٹ مینی فیسٹو میں اس نے صاف لکھ دیا ہے کہ ذرایعے دولت میں جب تبدیلی ہوگی تو انسانی تصوّرات میں بھی انقلاب آکر رہے گا۔ مارکس کا یہ بھی خیال ہے کہ دُنیا کے بڑے سے بڑا انسان معاشی حالات کا رُخ پھیر سکتا ہے، دعویٰ تو یہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے انسان کو حقیقی آزادی دلائی، مذہب کی گرانبار زنجیریں کاٹ دیں لیکن دراصل اس نے انسان کو معاشی حالات کا غلام بنا دیا۔ اس کے برعکس اسلام کا ترقی پسندانہ نظریہ ملاحظہ ہو، اگر انسان واقعی انسان ہے تو اس کی فرمانروائی صحرا کے ذرے ذرے پر سمندر کی ایک ایک لہر پر آسمان کے ہر چمکتے ستارے پر سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعا۔ ؎

عروج آدم خاکی منتظر تمام،
یہ کہکشاں یہ ستارے نیلگوں افلاک ۔۔۔ یا ۔۔۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کے زد میں ہے گردوں

تاریخ کا سرسری مطالعہ بھی اس کے ابطال کے لیے کافی ہے، ظہورِ اسلام کے وقت کونسا معاشی انقلاب رونما ہوا تھا، جس کے نتیجہ میں دُنیا کے بتکدوں میں توحید کی صدا بلند ہوئی، جس کے نتیجے میں کسریٰ کے کنگرے سرنگوں ہو گئے۔ آتشکدۂ فارس بجھ گیا۔

وہ کونسا معاشی انقلاب تھا، جس کے نتیجے میں ایک اُمّی غارِ حرا سے نکلا تو اُمّ الکتاب ملے کر آیا، اور دنیا کو درسِ زندگی دے گیا۔ ؎

نکلکر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

دراصل مارکس کے پیشِ نظر اپنا ماحول تھا۔ سترھویں اٹھارھویں صدی میں بیشک یورپ میں وہی مذہب پھیل گیا تھا، جو سرمایہ دارانہ نظام سے مطابقت رکھتا تھا، لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تمام کا یہی حال ہے۔ یہ خیال کہ معاشی حالات سے جو ٹکرائیگا، پاش پاش ہو جائیگا۔ یقیناً اُسی جزوی مثال کا نتیجہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ جو مذہب پورے شعبہائے زندگی کیلئے نہ ہوگا اس کا یہی حال ہوگا، کیونکہ کسی نظام میں زندگی کا جو پہلو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، تو اسی میں بغاوت کے جراثیم پرورش پاتے ہیں، زندگی کے دَور میں عیسائیت کا عبرت انگیز انجام دنیا نے اس لئے دیکھا کہ اُس نے انسانیت کے حسین چہرے سے بد اخلاقی کے داغوں کو مٹا دینا چاہا لیکن زندگی کی زُلفِ پریشان کو سلجھانے کی کبھی کوشش نہیں کی، عبادت گاہوں کی تیرہ و تار فضاؤں میں چراغاں کرنا چاہا لیکن پروانوں کے خون ناحق پر دو آنسو کبھی نہ بہا سکی، صاف کہہ دیا کہ اس دُنیا کی حکومت قیصر کی اور اس دُنیا یعنی عقبیٰ کی بادشاہی ہماری ہے۔ غرضیکہ عیسائیت کی شکست زندگی کے ٹھوس حقائق سے گریز کے نتیجے میں واقع ہوئی، یہی بدبخت تحریک کا ہوا کہ رہزنوں کا پورا قافلہ تباہ ہو گیا، بہرکیف دُنیا کے جتنے مذاہب ہیں سب میں تبدیلیاں ہوئیں، لیکن اسلام حالات کی موجوں میں مستحکم چٹان کی طرح قائم رہا، موجیں بار بار ٹکرائیں مگر پسپا ہوتی رہیں، دورِ جدید کے تغیرات کو اگر دیکھا جائے تو کہنا پڑیگا کہ تھکی ہاری دُنیا رفتہ رفتہ اُسی منارۂ ہدایت کی طرف پلٹ رہی ہے۔ جسے ابراہیمی اساس پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال پہلے بلند فرمایا تھا۔ لیکن مجھے یہ کہنا ہے کہ مارکس کا یہ خیال ہے کہ جو مذہب معاشی حالات سے ٹکرائے گا شکست کھا جائے گا، دوسرے مذاہب کے بارے میں چاہے کتنا ہی صحیح ہو، لیکن اسلام اس حملے سے قطعی مستثنیٰ ہے۔ ثریا تک پہونچا جا سکتا ہے، مگر اسلام

کے بامِ رفیع تک طائر فکر کی رسائی ناممکن ہے۔ مہ و پروین پہ کمندیں ڈالی جا سکتی ہیں لیکن طائر لاہوتی کو اسیر دام نہیں کر سکتے۔ ؎

بر و این دام بر مرغ دگر نہ عنقا را بلند است آشیانہ

تند و تیز آندھیوں سے وہ سراسیمہ ہوں جن کے نشیمن نرم و نازک ڈالیوں کے سہارے قائم ہیں، جن کے بسیرے پہاڑوں کے بلند چوٹیوں پر ہوں اُنھیں فکرمند ہونے کی ضرورت ہے، فضائے قدس میں پَر افشانیاں کرنے والے، بجلیوں کو خاطر میں نہیں لا سکتے ہیں، کمیونزم کا وہ دلکش پروگرام جس نے دُنیا کی توجہات کو اپنی طرف منعطف کر لیا ہے، وہ مزدوروں کے بارے میں ہمدردانہ قانون ہے۔ پہلے اس کے بارے میں کمیونسٹ اصول سمجھ لیجئے۔ تاکہ آگے کی گفتگو میں آسانی ہو۔ مارکس اور انیجلز نے تصریح کر دی ہے کہ کمیونزم کی پہلی منزل سوشلزم ہے۔ سوشلزم میں مزدوروں کو استعداد کے مطابق کام اور کام کے مطابق اُجرت ملے گی۔ اور آخری منزل کمیونزم میں استعداد کے مطابق کام اور ضرورت کے مطابق اُجرت، بظاہر یہ بڑا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کو ضرورت کے مطابق کھانا کپڑا مل جایا کریگا، کسی بات کی فکر نہ رہے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ضرورت کا یقین کون کریگا۔ صاحب ضرورت کو یقین کا حق نہیں دیا جا سکتا، ورنہ بے انداز سرمایہ جمع کرنے کی راہ کھل جائے گی اور ضرورت کا تعین اگر حکومت کرتی ہے تو شخصی و انفرادی آزادی کا حشر کیا ہوگا، ایک اسیر قفس کو چاہے کتنی ہی عمدہ غذائیں مہیا کی جائیں مرغ چمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا، جسے آزادی حاصل ہے، چاہے جس شاخ پر نشیمن بنالے، جو نغمہ پسند ہو، چھیڑ دے اُس کا ذوق زمزمہ آرائی دوسروں کی خواہشات کا پابند نہیں ہے۔ اسلامی نظام میں انسان چڑیوں کی طرح بالکل آزاد تو نہیں ہے فطری قوانین کا پابند بنایا گیا ہے۔ لیکن جائز و مستحسن خواہشات کی تکمیل میں پابند بھی نہیں، یاایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ آج سوشلزم و کمیونزم

جس منزل پر پہونچنا چاہتی ہے، اُسے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمایہ دارانہ نظام کے وجود میں آنے سے پہلے اس حقیقت کو آشکار کر دیا (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) خدا نے فرمایا ہے کہ میں قیامت میں شخصوں سے جھگڑوں گا اور جس سے جھگڑوں گا مقہور کر دوں گا، ان میں ایک وہ ہوگا جو مزدوروں سے کام تو پورا لیتا ہوگا لیکن اُجرت پوری نہ دیتا ہوگا اور آگے ارشاد فرمایا ہے کہ مزدوروں کو اُن کی طاقت کے لحاظ سے کام دینا چاہیئے، نہ ایسا کہ اس کی صحت پر ناگوار اثر پڑے، ایک دوسری جگہ آپ نے مزدوری سے متعلق فرمایا:- اعطوا الاجیر اجرۃ قبل ان یجف عرقہ (یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو۔)

اسی طرح پڑوسی کے حقوق کو بتاتے ہوئے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کا (ایمان خطرے میں ہے جس کا ہمسایہ بھوکا سو رہا ہے وہ مسلمان ہی کیا، جسے افلاس زدہ بیواؤں، یتیم بچوں کی دبی دبی سسکیاں بیدار نہ کر دیں۔ نشۂ دولت میں سرشار انسانو! ہوش میں آؤ، دیکھو فاقہ کشوں کی فریادوں کا قافلہ تمہارے عشرت کدوں کا رُخ کر رہے ہیں، اُن کی آہوں کے دھویں تمہارے ایوانوں سے روشنیاں چھین لینی چاہتے ہیں، ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن　اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

یہاں میں بالخصوص مسلمانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر امن وسکون چاہتے ہو تو غفلت و سرشاری کی نیند چھوڑ دو، سربلندی مقصود ہے تو آستانۂ الٰہی پر سر جھکا دو، ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزاروں سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اگر دائمی نجات چاہتے ہو تو عشرت دُنیا سے منہ موڑ لو، اپنی دولت میں غریبوں کا حق تسلیم کر لو، دوسروں کی تقلید میں تمہیں نجات نہیں مل سکتی ہے۔ اسلامی زندگی درکار ہے تو غیر اسلامی تصوّرات سے لو نہ لگاؤ، بادۂ توحید سے بھرپور لذت آشنا ہونے کے لئے

ساغر و مینا کو چکنا چور کر دو، اگر چہروں میں ایمان کی تابندگی چاہتے ہو تو فرنگی غازے دھو ڈالو، فطرت کا یہی اصول ہے کہ جب ایک شئے مٹ جاتی ہے تو اس کی جگہ دوسری جلوہ گر ہوتی ہے۔ ؎

بجھی شفق تو ستاروں نے روشنی پائی
کسی کی موت کسی کی حیات بنتی ہے

شبنم رات بھر روتی ہے جب کہیں غنچے انتظارِ سحر میں مسکراتے ہیں، بادۂ بہاری سے ایارغ لالہ و گل چھلکتے ہیں۔

بے شمار ستارے موت و حیات کی کشمکش میں جب آخری ہچکیاں لے رہے ہوتے ہیں تو اس وقت کہیں وادیٔ مشرق سے کاروانِ حُسن جادہ پیما ہوتا ہے۔ رُخِ گیتی سے چادرِ ظلمت ہٹتی ہے، تو فطرت کا جمال آشکارہ ہوتا ہے۔ چہرے آستانۂ کبریائی پر جب گرد آلود ہو چکتے ہیں، اس وقت کہیں سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود کا اعلان کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں دائمی راحت تمہیں صرف اسلام کے فطری اصولوں میں مل سکتی ہے۔

(صفحہ ۱۰ کا بقیہ "ختم الرسالۃ") وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی امتی کذابون۔ ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (رواہ مسلم)

قال الحافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی قد اخبر اللہ تبارک وتعالی فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ عنہ۔ انہ لانبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام فھو کذاب افاک دجال ضال۔ فسئال اللہ العظیم ان یعصمنا عن الفتن فی الدین والدنیا آمین یارب العالمین ۵

فضیلت باطن بر ظاہر

مولانا سید محمود صاحب قادری شعبۂ فارسی

سپاس بے قیاس حضرت آفریدگار را کہ بہ لفظ کن ایں سائر مخلوقاتِ گوناگوں را بمنصۂ شہود آورد و درود نامحدود بر پیشوائے پیغمبراں نازل باد کہ از طفیل او انسانیت را برتری نصیب شد عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ در مثنوی خود گفتہ ؎

چند باشی صورت عاشق بگو　　طالب معنی بشو و معنی بجو

صورت ظاہر فنا گردد بداں　　عالم معنی بماند جاوداں

صورتش دیدی ز معنی غافلی　　از صدف در را گزیں گر عاقلی

بر ارباب فضل و کمال ایں امر مخفی نماند کہ اگر انسان ضعیف البنیان بر صورہائے ظاہری اکتفا کند و مشاغل اکل و شرب فقط در پیش او مانند۔ چہ خورم و چہ پوشم ایں ہر دو وظیفۂ زندگی او بود۔ و در تعمیر ظاہری منازل فانیہ را بر آبادئ مکانات ابدیہ مقدم داشتہ باشد۔ و ہمہ بے پایاں سا بر حصول زر و سیم صرف کند و در توالد و تناسل از دیگراں سبقت بردہ بود بمصداق ایں شعر شود ؎

ہرگز نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں راہ کہ تو میروی بترکستان ست

اگر ایں اوصاف فقط در بشر باشد۔ واللہ در حیواں و انسان چنداں فرق نمی تواں کرد۔ انسان را اگر بزرگی است از علم و معرفت الٰہی است و در تزکِ ظاہر و باطن است انسان را برتری میسر می شود از بہ تزکیۂ نفوس خود از اخلاق رذیلہ، ایں ست جادۂ اربابِ بصیرت و علمائے باطن نیز بر آں گامزن اند۔ ہزارہا انبیاء و رسل علیہم السّلام و اولیاء اللہ مقربان بارگہ کبریا دو جہاں آمدہ ایں تعلیم دادہ اند کہ در عالم ہیچ چیز بجز معرفت اللہ فاضل تر نیست، و در آخرت نعیم بہشت را چہ منزلت بمقابلۂ دیدار باری تعالیٰ، ارباب ظاہر پرست بہ علوم ظاہر فریفتہ از معارف و حکم باطن یکسر غافل شدند۔

صاحب نغمۂ توحید نوشتہ : کہ علوم جمیع انبیائے برگزیدہ وہمہ اولیا مقرر گشت۔ باعث قرب خدا و وجہ وصال حضرت ذوالجلال مشہور و معروف۔ حضرت امام العارفین قدوۃ السالکین قطب ویلور سیدنا شاہ محی الدین قدس اللہ سرہٗ، در جواہر الحقائق ارشاد فرمایند از "علم الانسان مالم یعلم" ہمیں علم باطنی است و ایں علم از عجائب علوم دل بود و شرف دل آری بداں ہویدا۔ در راستی ایں راہ بسیارے را تجربہ و برہان عقلی معلوم شد۔ اگر ترا بذوق حاصل نشود و بعلم نیز معلوم نگردد۔ بارے ازاں کم تر نباشی کہ بدیں ایمان آری و تصدیق کنی۔ تا از سہ درجہ کشف و برہان و تقلید محروم نباشی و منکر نگردی۔

در جواہر السلوک مندرج ست۔ مسافراں راہ خدا در اقتباس مطلوب منحصر در دو قسم اند۔ یکے اصحاب البحث و الافکار کہ ایشاں را حکما و علما گویند۔ دوم ارباب الکشف و الابصار کہ ایشاں را عرفا و صوفیہ و اولیا خوانند حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی محدث قدس سرہٗ، در ارشاد الطالبین ارقام کنند کہ علم باطن فرض است۔ پس چنیں علم ضروری را غیر ضروری شمردن و از فیض صحبت علمائے باطن محروم ماندن۔ غیر از بے خردی نیست!

دریں دور آثار قیامت ہر سو علوم دنیا و آثار ہا خیلے زور و قوت گرفتہ دیدہ می شود و چنیں علم (تصوف) و اسرار و نفس و روح و قلب و حقیقت کلمۂ طیبہ کہ نجات اخروی و راحت روحانی در و منحصر است، دریں دیار شاذ نظر می آید۔

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد

من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

نظم

حضرت قربی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدیۂ ناظرین ہے۔

دارالسرور ویلور شہراں میں بادشاہ ہے
ارکاٹ اور چینچی اس دار کا گدا ہے
رونق میں اور صفا میں مثل اسکے شہر کتیئیں نیں
آئینہ کیا کنا اس جام جہاں نما ہے
مجمع ہے سالکاں کا مرجع ہے طالباں کا
مسکن ہے عارفاں کا سچہ موطن ہُدا ہے
کرتے ہیں خود نمائی ہر کئیں بڑے فقیراں
کمتر فقیر وہاں کا بے شک خدا نما ہے
ہے گنج و مار باہم شادی کے ساتھ ہے غم
گل اور خار یکجا دنیا میں جا بجا ہے
جاں نور وہاں ہے ظلمت فرحت کنے ہے محنت
کیا علاج اپنا یو خواہش خدا ہے
خواہش منے خدا کی خواہش کے تیئں فنا کر
قربی خموش رہنا پو پیشۂ صفا ہے

امن و انسانیت کا واحد علمبردار

سید مصطفےٰ حسین بخاری کڈپوی (سکریٹری انجمن دائرۃ المعارف)

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں   رہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

امن ایک ایسی شئی ہے جسکو دنیا کا ہر انسان چاہتا ہے یہ ایک ایسی دولت ہے جسے حاصل کرنے کیلئے انسان اپنی زندگی کی ساری کمائی ہوئی دولت کو قربان کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کرتا اور ہمیشہ دنیائے انسانیت اسکی خواہاں رہی اور اسکے حصول کیلئے ہر ممکن کوشش کو صرف کیا لیکن اسکی تشنہ لبی ختم نہو سکی دنیا کے اندر وہی انسان پھولا پھلا جس نے امن کے اصول دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اگرچہ مخالف طاقتیں ایسوں سے ہمیشہ ٹکراتی رہیں دنیا کا بہترین انسان وہی قرار پایا جو ہمیشہ امن کا پیامبر رہا اور اسی کام میں اپنی ساری زندگی گزار دی آج بھی امن قائم کرنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں ہر ملک اسکے لئے شاں ہے دنیا میں امن رکھنے کی غرض سے ۱۹۴۵ء میں انجمن اقوام متحدہ (U.N.O) قائم کی گئی ۱۹۵۹ء میں امریکہ کے سابق صدر ائزن ہور اور ۱۹۶۰ء میں روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف نے امن عالم کی خاطر ہندوستان اور دیگر ممالک کا دورہ کیا۔

ناظرین کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگی کہ ۱۹۶۱ء میں چوٹی کی کانفرنس ترک اسلحہ پر گفتگو کیلئے منعقد ہونے والی تھی لیکن عین اسوقت ایسے حالات پیدا کر دئے گئے جسکی وجہ سے کانفرنس منعقد نہ ہو سکی آج دنیا کے بڑے بڑے لیڈر اور مدبر جو کچھ کہہ رہے ہیں دل اس سے اعراض کر رہا ہے۔ بات وہی اثر کرتی ہے جسمیں خلوص ہو جب تک خلوص نہو اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ناممکنات سے ہے۔

اب آئیے اس ہستی کو بھی دیکھئے جس نے آن کی آن میں دنیا کا نقشہ بدل ڈالا سب سے

پہلے اس زمانہ کا جائزہ لے لیں تو اندازہ ہوجائیگا کہ اس ذاتِ اقدس کو اپنے خیالات پیش کرنے کیلئے کتنی دشوار گزار راہوں سے گزرنا پڑا ہوگا کتنی مصیبتیں اور صعوبتیں اٹھانی پڑی ہونگی آپ نے اس دور میں اپنی تبلیغی مشن کو جاری کیا جبکہ ساری دنیا پر کفر والحاد کے بادل چھائے ہوئے تھے ہر طرف ظلم وتشدد کا بازار گرم تھا شیطان اپنی انتہائی طاقت سے انسانی ذہنوں پر چھایا ہوا تھا ان پر اتنی درندگی اور وحشت چھائی تھی کہ بے دریغ لڑکیوں کو زندہ گور کر دیتے بات بات پر اڑ جاتے معمولی سی بات پر وہ خونریز جنگ چھڑ جاتی جسکی آگ برسوں تک سلگتی رہتی قتل وغارت گری انکی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک — ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک — جیسے

قبیلۂ بکر وتغلب کی چالیس سالہ لڑائی جسکو دنیائے عرب کبھی فراموش نہیں کر سکتی کندہ اور حضرت موت کے قبائل تباہ وبرباد ہوگئے تھے اوس اور خزرج آپس میں ٹکرا کر اپنے سرداروں سے محروم ہوچکے تھے غرض کہ کسیکو سکون واطمنان کا سانس لینا نصیب نہ تھا ساری انسانیت بے چین تھی۔

امن کے کارنامے

سب سے پہلے آپ نے اس وقت ایک بڑی جنگ کا صلح فرما کر خاتمہ کیا جبکہ آپ منصب نبوت پر فائز بھی نہیں ہوئے تھے اور مولا تبارک وتعالیٰ نے آپ کو منصب جلیلہ کے بارے مکلف نہیں فرمایا تھا اگر اس وقت پیارے رسول درمیان میں نہ پڑ کرتے تو نہ معلوم کتنے نفوس کا خون ناحق اس جنگ میں بہتا اور معاملہ طے نہ ہوتا یعنی کعبۃ اللہ کی تعمیر کے وقت جو واقعہ رونما ہوا تھا کسی تاریخ بین کے نگاہوں سے پوشیدہ نہیں نصب حجر اسود کے وقت جب تلوار بازی کی نوبت آگئی تو اس خوش اسلوبی سے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ہر قبیلہ اس فیصلہ سے راضی وخوش ہوگیا۔

مدینہ میں امن کی پہلی کوشش

علمبردار امن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسنہ میں یہ کوشش کی کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں اتفاق پیدا ہوجائے آپ نے انصار اور یہود کو بلاکر چند شرائط پر ایک معاہدہ لکھایا اس معاہدہ کو فریقین نے منظور کرلیا جسکی اہم شرطیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مسلمان اور یہود ایک قوم ہونگے

۲ ۔ دونوں جماعتیں اپنے اپنے دین پر قائم رہینگی ایک جماعت دوسری جماعت کو تکلیف نہ دیگی

۳ ۔ ان میں سے جس جماعت کو جنگ پیش آئیگی اگر وہ مظلوم ہونگے تو دوسرا فریق اُسکی مدد کریگا۔

۴ ۔ مدینہ پر حملہ ہو تو دونوں ملکر اُسکی مدافعت کرینگے۔

۵ ۔ جب صلح ہوگی تو دونوں صلح کرینگے۔

۶ ۔ مدینہ کا شہر دونوں قوموں کے لئے عزت کی جگہ ہوگی اسکے اندر خون بہایا نہیں جائیگا

۷ ۔ تمام جھگڑوں کا آخری فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائنگے۔

مذکورہ شرائط سے پتہ چلتا ہے کہ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خوبی سے امن قائم کرنیکی کوشش کی اور کس انداز سے ان میں بھائی چارگی پیدا کرنیکی سعی فرمائی آج کے اس دور میں بڑی بڑی طاقتیں آپس میں ٹکرانا چاہتی ہیں ایک دوسرے کو نگل جانیکی فکر میں ہیں ان حالتوں کے پیش نظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوئی ایسا سمجھوتہ نہ ہوگا جس سے جنگ بندی کے امکانات ہوں لیکن اس دور کو بھی دیکھئے کہ مدینہ اور مکہ والوں کے درمیان جب معاہدہ کی گفتگو ہورہی تھی تو مکہ والوں نے مسلمانوں کے سامنے ایسی شرطیں رکھیں جو ناقابل برداشت تھیں علمبردار انسانیت نے ان کی ہر سختی اور بیجا شرائط کو منظور فرمالیا آپ کو یقین تھا کہ یہ معاہدہ امن کا سبب بنے گا۔

علامہ عبدالرحمان ابن خلدون فرماتے ہیں :-

وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہ ان ھٰذا الصلح سبب لامن الناس وظہور الاسلام (الجزء ثانی ہیں تاریخ ابن خلدون صفحہ ۳۴۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ یہ صلح امن انسانیت اور ظہور اسلام کا سبب ہے

اس ذات مقدس کا مقصد ہی یہی تھا کہ بنی نوع انسان صلح و آشتی کے ساتھ زندگی گزارے۔ آپس میں کسی قسم کی جنگ نہ ہوں، محسن انسانیت کی نظر ہمیشہ امن پر لگی رہتی تھی۔ آپ کسی حالت میں بھی دُنیا میں انتشار دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں ایسا امن قائم کیا جس کی مثال دُنیا کا کوئی ملک پیش نہیں کرسکتا۔ کہاں وہ زمانہ جب کہ راستوں میں قافلے کے قافلے لُٹ جاتے تھے۔ اور کہاں وہ زمانہ جب کہ ایک عورت تن تنہا جنگل میں میلوں سفر کرتی ہے، اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ صنعا سے حجاز تک تن تنہا سفر کرتے تھے۔ اور خشیتِ الٰہی کے سوا کوئی اور خوف راستے میں نہ ہوتا تھا" (بخاری) جناب رسالت پناہ نے دُنیا والوں کے آگے ایسے اصول رکھے جس کی مثال دُنیا قیامت تک پیش نہیں کرسکتی۔ موسو دیو اپنی تصنیف خلاصۂ تاریخ عرب میں لکھتا ہے۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں محبت کی لہر پیدا کر دی، جنگ جو قبیلوں میں محبت و دوستی کی بنیاد ڈالی اور پوری دُنیا میں ایک عالمگیر انسانی رابطہ پیدا کردیا" (خلاصہ تاریخ عرب)

اگر ایک طرف آپ نے ظلم اور اُس کے نقصانات اور ظالمین کے عبرت ناک انجام سے تعزیر فرمائی تو دوسری طرف صلۂ رحمی کی جزاء اور اُس کے فوائد اور اہمیت سے دُنیا کو آگاہ فرمایا ——— تاکہ دُنیا ظلم سے نفرت اور رحم سے رغبت و محبت کرے۔ آپ نے فرمایا کہ ظلم کو ظلم سے روک دو اور مظلوم کی ہمیشہ حمایت کرو۔ اور سب سے

زیادہ اہم بات یہ کہ آپ نے بنی نوع انسان کو مساوات کا سبق دیا۔ امن کے قائم کرنے کے لیئے مساوات کی نہایت ضرورت ہے۔ جس قوم میں مساوات نہ ہوں اس میں امن کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔ آپ کے وہ زرّین اقوال جس کو دُنیا کبھی بھلا نہیں سکتی، کسی گورے کو کالے پر، کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، سب ایک ہیں۔ خود آپ کی نظر میں حضرت بلال حبشی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں برابر تھے۔ اب تک کسی نے مساوات کا ایسا لائحہ عمل پیش نہیں کیا، جو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیش کیا اور رہتی دُنیا تک کوئی دماغ مساوات کی ایسی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔

امن کا اظہار

شہنشاہِ کونین کی امن پسند طبیعت کا اندازہ آپؐ کے اس کردار سے اچھی طرح ظاہر ہے کہ فتح مکّہ کے بعد جب آپ ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے داخل ہو رہے تھے تو سارے سردارانِ قریش پریشان تھے۔ خوف سے اُن کے بدن میں لرزہ پیدا ہوگیا تھا، اور اپنی زندگی سے ناامید ہوگئے تھے۔ یہ وہی تھے جنھوں نے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا، آپ کے جسمِ اطہر کو ہر ممکن ایذا دینے کی کوشش کی ———— ان میں وہ عورت بھی شامل تھی، جس نے جنگ اُحد میں آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ کا قلب وجگر چبایا تھا۔ غرض کہ اُن کا کوئی ظلم ایسا نہ تھا، جس کے آپ نشانہ نہ بنے ہوں۔ آپ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے بجائے یہی فرماتے رہے "لاتثریب علیکم الیوم" اور تمام کو معاف فرما دیا"۔ ———

آپ کے دُنیا سے رخصت ہونے تک قومِ مسلم کی تہذیبی، اخلاقی، سیاسی، تمدنی، مذہبی زندگی کے ہر گوشے کو ایک ایسے زرّین اصول کے سانچے میں ڈھال دیا جو انسان کی ہر جگہ رہنمائی کرتا رہے۔ جسے فلاح و بہبود کے لیے کسی اور اصول و قانون وضع کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ ایک انگریز مصنف فارسی لکھتا ہے:۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اُن کا سیاسی کام غیر مکمل

نہیں رہ گیا، آپ نے ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی و مذہبی دار السلطنت مقرر کیا گیا تھا۔ بنیاد ڈال چکے تھے آپ نے عرب کے منتشر قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا۔ آپ نے عرب کو ایک مشترکہ مذہب عطا کیا اور ان میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم اور مستقل تھا۔"

از لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مارگولیوس صفحہ ۴۷۰

اگر آج بھی دُنیا کے بڑے بڑے مدبر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور آپ کے ان اصول وضوابط کو اپنے لئے مشعل راہ بنا لیں تو ساری دُنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے، ورنہ ان کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔!

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن

وہ ہر عالم کے رحمت ہیں جہاں چاہتے رہتے   یہ اُن کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

—— محمد ضیاء الدین بیمبوری زمرہ ششم

خلاقِ عالم اپنے محبوب سے خطاب فرما رہا ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کو عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ہر ایک عالم کے لئے سراپا رحمت یعنی پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات ساری کائنات کے لئے رحمت و شفقت ہے۔ یہ خطاب کسی خاص مقام کے لئے محدود نہیں، بلکہ عام ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مسلمانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس خطاب میں عالم انسانیت کی قید نہیں بلکہ جتنے بھی عالم ہوں خواہ عالم انسان ہوں یا عالم حیوان ہوں یا عالم نباتات ہوں یا جمادات ہوں۔ غرض کہ ساری کائنات اس میں شامل ہیں۔ اور کائنات کی ہر مخلوق کے لئے سراپا رحمت بنا کر آپ کو بھیجنے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ حضور کے پہلے جتنے انبیاء اکرام، رُسل عظام آئے کسی خاص قبیلے کے لئے یا خاص کسی جماعت کے لئے آئے اور ان کی تبلیغ اسی قبیلے کے لئے مخصوص رہی۔ لیکن ہمارے آقا کسی مخصوص قبیلے کے لئے نہیں آئے، بلکہ ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کے بھیجے گئے، جیسا کہ خلاقِ عالم نے ارشاد فرمایا: یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ فرما دیجئے اے محبوب کہ اے لوگو میں تم تمام کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، حضور کے ہر فعل اور ہر کام میں رحمت کی بو پائی جاتی تھی۔ آپ کو کفارِ مکہ نے ہر قسم کی تکلیف دی اس کے باوجود آپ کے زبانِ تقدس سے کوئی کلمہ ایسا نہ نکلا جو دوسروں کو ناگوار گزرے۔ آپ کا دنیا میں تشریف لانا ہی رحمت تھا۔ بالکل ابتدائے اسلام کا زمانہ ہے۔ آپ خانہ کعبہ میں سربسجود تھے کہ ایک

دشمن آتا ہے اور آپ کے گلے میں پھندا ڈال کر اس زور سے کھینچتا ہے کہ آپ کی آنکھیں بالکل اُبل پڑتی ہیں۔ اس دردناک منظر کو دیکھ کر حضرتِ خاتون جنت تڑپ گئیں اور دوڑ کر پھندے کو گلے سے دُور فرمایا اور پلٹ کر فرمایا :۔ تبّتی شاید تبّت لک کہنا چاہتی تھیں کہ رحمتِ عالم نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ بیٹی دُعائے ہلاکت نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ مجبور ہے، مجھے نہیں پہچانتا۔ اور لَمْ اُبْعَثْ لِعَانًا" میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں، بلکہ خدا سے قریب کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں، پھر آپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ اے اللہ اسے ہدایت دے کہ وہ مجھے نہیں پہچانتا ہے۔ اُحد کی سرزمین پر جب معرکۂ خیر وشر قائم ہوا۔ اور حق و باطل کی جنگ کے دوران میں کسی ظالم نے رحمت اللعالمین پر پتھر کی بارش کی جس کی وجہ سے آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اس کے باوجود بیرے آقا کے دریائے عفو وکرم میں ذرا فرق نہ آیا اور یہی کلمہ زبان پہ جاری رہا اَللّٰھُمَّ اھدِ قَومِی فَاِنَّھُم لَایَعلَمُونَ آج دنیا میں کوئی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا کہ جس نے اپنے دشمنوں کا ظلم سہتے ہوئے بھی اُن کی تباہی کا خواہاں نہ ہوا۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس وقت جنگ کا یہ عام دستور تھا کہ دشمن کا آدمی اگر گرفتار ہو جاتے تو اُن کو قتل کر دینا عین آئینی جنگ کے مطابق سمجھا جاتا تھا لیکن رحمت اللعالمین کے فتح مکّے کے دن نظارۂ رحمدلی اور شفقت و رحمت کا ایسا ثبوت ہے جو تاریخ کے صفحات میں ڈھونڈھے سے نہیں مل سکتا ہے۔ مکہ پیغمبر اسلام کا نہایت عزیز اور پیارا وطن تھا، آپ کے تمام دوست و احباب وہیں تھے مگر وہاں کے باشندوں نے جب تک آپ وہاں رہے۔ طرح طرح کے مظالم آپ پر روا رکھے، آپ کے قتل کا انعام سو اونٹ مقرر کیا، آپ کے خلاف قتل کی سازشیں کیں، اور ہجرت کرنے پہ مجبور کر دیا۔ جب پیارا رسول وطن کو خیرباد کہہ کر وہاں سے روانہ ہوا تو آپ کو قتل کرنے کے لئے آپ کا تعاقب کیا تاکہ آپ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ لیکن خلاقِ عالم

جس کی حفاظت کر رہا ہو۔ اس کو دُنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ ہجرت کے بعد جب وہی مظلوم رسولؐ دس ہزار قدسیوں کے جلو میں سرزمین مکہؐ میں داخل ہوتے ہیں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر فرمایا الیوم یوم الملھمہ، الیوم یوم الملھمہ آج خونریزی اور بدلہ کا دن ہے۔ لیکن جب یہی آواز گوش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہونچتی جاتی ہے، تو آپ نے فرمایا الیوم یوم المرحمہ، الیوم یوم المرحمہ نہیں آج خونریزی اور بدلہ کا نہیں بلکہ رحم و کرم عفو و درگذر کا دن ہے۔ کل دُنیا نے محمد رسول اللہ کے صبر و استقامت کی شان دیکھی تھی۔ آج دُنیا محمد رسول اللہ کی شانِ رحمت دیکھے گی۔ اگر خُدا کا رسول چاہتا تو یقیناً بدلہ لے سکتا تھا۔ لیکن یہ بتانا مقصود تھا کہ جس رسول کو ظاہراً بے سہارا دیکھ کر مجبور سمجھ رہے تھے۔ وہی رسول ظاہری طاقتوں کے باوجود بھی تمہیں معاف کر رہا ہے کہ دشمن پر فتح و کامرانی حاصل کرنے کے بعد انتقام لینا کوئی کمال نہیں ہے۔ بلکہ عفو و درگذر کمال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے لئے بھی پیغامِ رحمت بن کر تشریف لائے۔ اسلام سے پہلے عرب قوموں کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کی پیدائش کو بہت بڑی بے عزتی خیال کرتے تھے۔ جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی تو اس کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض لوگ ان کو زندہ درگور کر دینا فخر سمجھتے تھے اور اُن کا وجود اپنے لئے باعثِ ننگ سمجھتے تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ ذات مقدس ہے۔ جنھوں نے عورتوں کو ظالمین کے پنجۂ آہنی سے نجات دلا کر مساوات کا مقام عطا کیا۔ آپؐ کو عورتوں کے معاملہ میں اتنی توجہ تھی کہ حجتہ الوداع کے موقع پر آپؐ نے صحابہ کرام کے سامنے آخری تقریر فرمائی تو اس میں سب لوگوں کو عورتوں کے حقوق کی یاد دہانی کرائی اور فرمایا مسلمانوں عورتوں کے حقوق کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ یہ بانیٔ اسلام ہی کا طفیل ہے کہ جس نے دُنیا کے اندر صنفِ نازک پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کیا۔ آج دُنیا کے اندر چند افراد حقوق نسواں کے لئے

لڑ رہے ہیں اور وہ مقام جو آج عورتوں کو دیا گیا اگرچہ اس لئے رسم قاتل سے کم نہیں لیکن آج سے پورے پونے چودہ سو سال پہلے عورتوں کے متعلق اسلام نے بتا دیا کہ وللذکر مثل حظ الانثیین اور دوسرے مقام پر قرآن نے بتا دیا کہ جو کچھ کمائیں ان کا حق ہے۔ وللنساء نصیب مما اکتسبن نیز والدین اور رشتہ داروں کی کمائی میں بھی عورتوں کو ورثہ دیا جائیگا۔ قرآن شاہد ہے وللنساء نصیب مما ترک الوالدین والاقربون اسی دھرتی کے سینے پر اور مظلوموں کے ساتھ غلاموں کا بھی ایک گروہ تھا جس پر اس دنیا میں ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔ یہ ایسا مظلوموں کا گروہ تھا جس کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ اس کی ہستی اس دنیا میں بالکل ایسی ہی تھی جیسے ایک خرِ باربر کی بلکہ اس سے بھی بدتر تھی۔ لیکن یہ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل و کرم کا نتیجہ ہے۔ جس نے غلاموں کو آج آزاد کی صف میں لا کھڑا کیا۔ جس نے رنگ و نسل کا سرے سے خاتمہ کر کے معیارِ شرافت و بزرگی کو بتایا کہ جو عند اللہ اتقاکم کا مستحق ہوگا۔ اسی کو سرداری اور شرافت حاصل ہوگی۔ اور قوم کی قیادت اسی کے ہاتھ ہوگی۔ کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہ دی جائیگی۔ اس رحمت اللعالمین کے دربار میں جو مقام صدیقؓ فاروقؓ عثمانؓ و علیؓ کو حاصل ہے۔ وہی مقام بلالِ حبشیؓ، صہیبؓ رومی اور سلمان فارسیؓ کو بھی حاصل ہے۔ رضی اللہ عنہم اس کا ثبوت جو چاہتا ہے، تاریخ کی طرف رجوع کرے، آج دنیا کے اندر شراب کے نقصانات پر غور کرنے کے بعد انتہائی کوشش کی جا رہی ہے کہ بند ہو جائے اور ان تمام بیماریوں کے جراثیم کو بتا کر دنیا والوں کو ترغیبِ ترک دے رہے ہیں لیکن جتنی کوشش ہو رہی ہے اتنی ہی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ذرا تاریخ کی ورق گردانی کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام اور بانیٔ اسلام نے آج سے پونے چودہ سو برس پہلے نقصانات کو بتا کر اچانک اس پر پابندی عاید کر دی، مکے اور مدینے کی سرزمین پر بڑے بڑے شراب پینے والے جو

ہمہ وقت ساغر و مینا کو اپنے لبوں سے لگائے رکھتے تھے، جب اسلام نے اسی مدینے کی سرزمین میں اعلان جاری کیا کہ آج سے شراب حرام قرار دی جاتی ہے تو فوراً جو جہاں جس حال میں تھا، ساغر و مینا کو چکنا چور کر کے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جیسے کبھی پی ہی نہ ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس وقت حرمت شراب کا اعلان کیا گیا اس وقت مدینے کی ہر گلی و کوچے سے شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے کہ بارش کا پانی بہا کرتا ہے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(بقیہ صفحہ ۷ کا "روئداد") مہمان نے اپنے خاص واعظانہ انداز میں طلباء کو خطاب فرمایا بعد ازاں طلباء کی تقریریں ہوئیں اجلاس بہت ہی کامیاب رہا، اس سال انجمن کی جانب سے بیالیس اجلاس ہوئے جن میں قابل ذکر شہادت میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گیارھویں شریف کے اجلاس ہیں۔

۱۰ محرام الحرام کو شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت حسنہ پر روشنی ڈالی گئی اور ۱۲ ربیع الاول کو ایک عظیم الشان جشن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منایا گیا جسمیں اساتذۂ کرام طلباء عزیز کے علاوہ بیرونی مقررین نے بھی شرکت فرما کر حضور کی مکی و مدنی زندگی پر اجمالی روشنی ڈالی" ۱۱ ربیع الثانی کو سلطان المشائخ غوث زمان حضرت سید شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی منقبت میں ایک اجلاس رکھا گیا مذکورہ خصوصی اجلاس اعلحضرت مولانا مولوی ابو النصر قطب الدین سید شاہ محمد باقر صاحب قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حضرت قطب ویلور کے زیر صدارت منعقد ہوئے" بحمداللہ تمام جلسے بحسن و خوبی انجام پائے اور بہت ہی کامیاب رہے۔

اللہ کے رسولؐ

(محمد شبیر اکرمی بھٹکلی زمرۂ رابعہ

شکر ہے اس محسنِ حقیقی و مسجودِ تحقیقی کا جس نے ہمیں وجود جیسی نعمتِ عظمیٰ عطا فرمائی، اور لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کے لقب سے نوازا جس نے بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ جن کا شمار کرنا محال ہے کما قال تعالیٰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا یہ سنبل و ریحان یہ نرگس و نسترن، یہ مسکراتے ہوئے پھولوں کا چمن یہ گلوں سے کھیلتا ہوا نسیم سحری کا خوشگوار جھونکا، یہ زمین کا فرش آسمان کا شامیانہ شمس و قمر قندیلیں یہ ستاروں کی انجمن، خلاقِ عالم نے ان کو صرف ہمارے استفادے کے لئے پیدا فرمایا، کائنات اس لئے وجود میں آئی کہ ہماری ضروریات اس سے پوری ہوں، اللہ جل شانہٗ کا سب سے بڑا اور پرفیض عطیہ ان پیغمبروں کی بعثت ہے، جن کے اصلاحی کارناموں نے بسترِ مرگ پر تڑپتی ہوئی انسانیت کے لئے تریاق کا کام کیا جن کو خلاقِ عالم وقتاً فوقتاً ہر دور میں مختلف قوموں کے پاس بھیجتا رہا۔ آج انسانوں میں جو کچھ بھی تہذیب و تمدن پایا جاتا ہے، وہ سب انُہی کے ابرِ کرم کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو دُنیا میں ہر طرف ضلالت و گمراہی کی گھٹا چھائی رہتی۔ آج جہاں کہیں بھی رُشد و ہدایت کا جلتا ہوا دیپ نظر آرہا ہے۔ اگر اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک ہٹا کر دیکھیں تو یہی معلوم ہوگا کہ یہ کسی پیغمبرِ برحق کی تبلیغ کا اثر ہے۔ ہم کو پیدا کرنے سے اس خلاقِ عالم کا یہ مطلب نہیں کہ ہم دُنیا میں عیش و آرام کی زندگی بسر کریں۔ کھائیں پئیں چلے جائیں، بلکہ ہماری تخلیق ہوئی ہے کہ ہم اس روئے زمین پر رہ کر اُس کے احکام کی پابندی کریں، اُس کی عبادت کریں، اُس کے عطیہ و انعام کا شکریہ ادا کریں، جیسا کہ کلام اللہ ناطق ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ الذریت ع ۳ ترجمہ:
ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

افسوس ہے کہ جو انسان کا مقصود اصلی تھا۔ اس کو وہ بالکل فراموش کر کے غیر مقصود میں اُلجھ کر رہ گیا ہے، اور اس کے اُوپر اوصاف بہیمہ اس قدر غالب ہو گئے تفکّر و تدبر کی صلاحیت ایسی ختم ہو گئی جیسے اس کا سرے سے وجود ہی نہ ہو، لیکن اس رب ذو المنن کا فضل و احسان ہے، جس نے آدم خاکی کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی۔ مزید ہماری رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کو یکے بعد دیگر روانہ فرماتا رہا، تاکہ انسان منشائے وجود کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ اس مقدس جماعت کا یہی نصب العین رہا کہ، جب مخالفین انھیں گالیاں دیتے تو یہ دُعا کرتے۔ خار کا جواب گُل سے دیتے اور خلقِ خُدا کی ہدایت کرتے رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیغام دُنیا والوں تک پہنچاتے اور اپنے فرضِ منصبی کو کما حقہٗ ادا کرتے رہے۔

اب آیئے ہم لفظِ رسول پر ایک تحقیقی نظر ڈالیں۔ لغتاً اس کا معنی روانہ کردہ اور اصطلاحِ شریعت میں اس انسان کو کہتے ہیں، جس کو اللہ نے دین اور کتاب کے ساتھ اپنے بندوں کو ہدایت کے لئے بھیجا ہو۔ نبوت و رسالت کسبی شئے نہیں یہ امر ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ کوئی شخص اپنے کوشش اور عبادت سے رسول یا نبی نہیں بن سکتا، بلکہ خُدا کا یہ خاص فضل و احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے کچھ بندوں کو اس کام کے لئے انتخاب فرمایا۔ جن کو یہ منصب دیکر دُنیا میں بھیجتا رہا جیسا کہ قرآن ناطق ہے:

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ خوب جانتا ہے کہ رسالت کا بوجھ کس پر ڈالیگا۔

اس بزرگ گروہ کا دامن ہر قسم کے داغ سے پاک و صاف ہوتا ہے۔

معصوم ہونے کا اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے تاکہ اُن سے کوئی گناہ صادر نہ ہو۔ تقویٰ و طہارت، معرفت، تہذیب و اخلاق کے بلند مینارے پر فائز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم جا انبیاء السلام کی عفت کا اعلان کر رہا ہے۔ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ترجمہ:۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے صالح بنایا۔ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ترجمہ: یہ سب صالحوں میں سے تھے ۔الانعام ع ۹۔ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ ترجمہ:۔ اور ہم نے اُن کو چن کر سیدھی راہ پر چلایا۔ الانعام ع ۹

اگرچہ تمام انبیاء کرام دائرۂ انسانیت سے خارج نہ تھے لیکن صفاتِ بشریت کے ساتھ ساتھ صفاتِ ملکوتی بھی عَلٰی وَجْہِ الْکَمَال ان میں پایا جاتا ہے۔ جس کی بنا پر عام انسانوں جیسا اُن پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معراج القدس میں نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جس طرح انسانیت درجۂ حیوانیت سے بالاتر ہے، اسی طرح درجۂ نبوت درجۂ انسانیت سے بالاتر ہے۔"

انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی قول یا فعل ایسا نہیں تھا، جو خلاف شرع یا حکمِ خُداوندی کے خلاف ہو، جیسا کہ قرآن خود ناطق وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ ترجمہ:۔ اور وہ خواہشاتِ نفسانی سے کلام نہیں کرتا ہے بلکہ وہی کہتا ہے جو خُدا کی طرف سے کہا جاتا ہے۔

خُدا اور انبیاء کے درمیان پیغام رسانی کا کام فرشتوں کے ذریعے ہوتا تھا۔ خدا کے قاصد خُدا کے احکام کو بلا کم و کاست پیغمبروں تک پہونچاتے تھے۔ اور اُن کو جن کاموں کا حکم دیا جاتا تھا، وہی کرتے تھے۔ جیسا کہ کلام پاک میں ارشاد ہے:۔ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ ترجمہ:۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا گیا ہو۔

وحی کے لغوی معنے چھپا کر بولنا اور شرعی اصطلاح میں خُدا کے اس پیام کو کہتے ہیں جو فرشتوں کے ذریعہ نبی و رسول تک پہونچا ہو جب وہ مقدس گروہ اس رُوئے زمین پر بندوں کی ہدایت کے لئے اُتارا گیا۔ تو اس دھرتی کے سینے پر وہ مردودِ ازلی نے بھی کبھی نمرود کا چولا بدلا تو کبھی فرعون کا روپ دھارن کیا، تاکہ خُدا کے بندوں کو گمراہ کرے، اور اُن کے مبعوث مقدس گروہوں کو پریشان کرتا رہے۔ لیکن ہمیشہ اُن قدسی گروہ کے ساتھ اللہ کا فضل شامل رہا۔ تاکہ اس کا مکر و حیلہ نہ چل سکے۔:-

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۔ ترجمہ:-

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو ایک گروہ تجھ کو گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور وہ گمراہ نہیں کرینگے، مگر خود کو اور تجھ کو بھی نقصان نہ پہونچا سکیں گے۔ اور انبیاء علیہ السّلام کی جان فشانی اور مشقتیں اس لئے نہیں تھیں کہ وہ دُنیاوی جاہ و جلال، شہنشاہیت و آمریت حاصل کریں، بلکہ اُن کا مقصد یہی تھا کہ یہ جو خدمت انجام دے رہے ہیں، اُس سے صرف رضائے الٰہی حاصل ہو جائے، کیونکہ خُدا کے رضا کے مقابلہ میں ہر دو عالم کی نعمتیں ہیچ ہیں!

اس لئے کہ دولت و حشمت ایک ایسی شئے ہے کہ جہاں بڑے سے بڑے انسان کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں لیکن یہ مقدس گروہ اس سے ہمیشہ بے نیاز رہا۔ جیسا کہ ایک دفعہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کفارِ مکہ کا وفد آیا اور آپ کو دنیوی لالچ دلایا، لیکن خُدا کا پیارا رسول بالکل کوہِ گراں کی طرح اپنی جگہ پر مستند و مستقیم رہا، جس کے پائے ثبات کو دُنیا کے حوادثات اور زمانے کی نیرنگیاں ٹس سے مس نہ کر سکیں، بلکہ قوم کو ہدایت کرتے رہے۔ اور یہی کہتے رہے:- يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۔ ترجمہ:- اے میری قوم!

میں نصیحت کے عوض تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو اُس پر ہے، جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ ھود۔ع ۵۔

حضرات انبیاؤں کی اس کڑی کا آغاز سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر سرکارِ دوجہاں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ انبیاء ورسول کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے " واللہُ اعلم بالصواب" اسی طرح مختلف قوموں کی ان باعظمت اور بزرگ ہستیوں کے نبی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ کا قول مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ یہ ہم پر تمام انبیاء کا احترام فرض ہے۔

اسلام سے پہلے انبیاء علیہ السّلام کو غیر انسان سمجھا جاتا تھا۔ اُن کے بارے میں خدا یا فرشتہ ہونے کا عقیدہ رکھا جاتا تھا۔ لیکن کلام اللہ نے اس کی صاف الفاظ میں تردید کردی ہے کہ انبیاء سب کے سب انسان ہی ہیں۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ اور نبی بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر بشر ہی کو ہم نے وحی کیا۔ اُن کی طرف اور دوں کو اور وہ قریوں والے تھے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔

موجودہ دُنیا کو اگر سکون، امن وامان، راحت وچین حاصل کرنا ہو تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ آپ کے نعلین پاک کو اپنے سر پر رکھ کر اور خاک پائے اقدس کو سرمہ بنا کر اپنے آنکھوں پر لگالے، تو یقیناً اس کے سارے مشکلات از حل ہوجائیں گے۔

رُباعیات

(۱)

انسان ہو کچھ خلق و مروت سیکھو
عزت کے طریقوں کو بعزت سیکھو
تم اشرفِ مخلوق لقب رکھتے ہو
اشراف بنو اور شرافت سیکھو

(۲)

یک نگاہے لطف برافتادگاں اے شاہِ ما
بر عذابِ حشر روزِ حشر ہمت خواہِ ما
نیست رہ جز رہبری تو اگر رائے یقین
درمیانِ راہ از ما و آوات گم شد راہِ ما

از مولانا سید محمود صاحب
اسلم

نیازِ عقیدت در بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

(از سید مصطفٰے حسین بخاری کشفی)

یوں ہم بیخودی میں سمائے ہوئے ہیں ۔ مئے عشق میں ڈگمگائے ہوئے ہیں
تمنائے جنت ہو اس دل میں کیسے ، کہ جس میں محمد سمائے ہوئے ہیں
مدینہ کا ہر ذرۂ خاک چومیں ۔ یہی اک تصور بسائے ہوئے ہیں
ملائک ہوں یا حور یا جن و انساں یہاں سب خودی کو مٹائے ہوئے ہیں
لئے ہم بھی کشفی نیازِ عقیدت
محمد کے روضے پہ آئے ہوئے ہیں

سیرتِ کاملہ

محمد رفیق احمد مالوری زمرۂ رابعہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ   الاسوۃ الحسنۃ (قد سمع اللہ)

وصف خلق کسے کہ قرآن ست

خلق رالعنت او چہ امکان ست

خلاقِ کائنات کے محبوب کی سیرتِ کاملہ کے بارے میں بہت سے اہلِ قلم حضرات اور بڑی بڑی بزرگ ہستیوں نے قلم اٹھایا۔ لیکن وہ لوگ محوِ حیرت اور ان کا قلم عاجز ہے۔ کہ آپ کے کس پہلو کو پیش کریں۔ ہر گوشہ اپنی جگہ آفتاب ہے۔ ہر پہلو خوبیوں میں ایک بحرِ بے کراں ہے۔ جب وہ لوگ اُن منزل میں گم ہیں، تو ناچیز کہاں تک چل سکتا ہے۔ تاہم کسی پہلو کا اجمالی خاکہ پیش کرنے کی کوشش کروں۔ تاکہ ناظرین اُس سے مستفید ہوں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ نے کونسا ایسا لائحہ عمل دنیا کے سامنے پیش کیا، جس کے سامنے ساری کائنات جھک گئی، اور جس پر چل کر ایک بادیہ نشین دنیا کا مالک بن بیٹھا۔ آپ کے مکی اور مدنی زندگی کے جن حالات و کردار کا جائزہ لیں گے۔ ہر گوشہ اپنے اصول و ضوابطہ کا آئینہ دار نظر آئے گا۔ میں آپ کے سامنے دونوں زندگی کے چند پہلوؤں کو اجمالی طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب آپ کے چچا حضرت ابو طالب اور بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو کفاروں کی بد سلوکی حد سے زیادہ تجاوز کر گئی۔ حد سے زیادہ ستانے لگے۔ ایک مرتبہ آپ کہیں سے آرہے تھے تو مکہ کے چند اوباش و نادان عناصر نے آپ کے سرِ اقدس پر خاک اڑائی۔ پھر بھی آپ خاموش کاشانۂ اقدس پر تشریف لے آتے ہیں۔ آپ کی نیک دختر نیک خاتونِ جنت رض

آپ کو دیکھ کر روتی ہوئی سرِاقدس کو دھو رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رو نہیں بیٹی تمہارے باپ کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرے گا۔

(آپ کا صبر و استقلال): جب آپ کے لئے مکہ میں تبلیغ کرنا دشوار ہوگیا تو تبلیغی غرض سے طائف کی جانب رُخ فرمایا، شاید وہاں کچھ لوگ ایمان لے آئیں اور خدمتِ اسلام میں معاون ہوں۔ طائف میں بہت اُمراء و رُوساء تھے۔ آپ نے وہاں پہونچ کر۔ جب آپ نے پیغامِ اسلام سُنایا تو ظالموں نے ایسا بے دردانہ سلوک کیا کہ جس کے تصوّر سے اب رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پتھروں کی اس قدر بارش برسائی کہ آپ کا جسمِ اطہر خون سے تر ہوگیا۔ آپ عقبہ بن ربیعہ بن عقبہ بن ربیعہ کے انگور کے باغیچہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ عقبہ بن ربیعہ گرچہ کافر تھے لیکن آپ کی مظلومانہ حالت کو دیکھ کر رحم آگیا۔ اس کے باوجود زبانِ اقدس پر یہی کلمات جاری تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّہٗ لَایَعْلَمُوْنَ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے اُوپر نجاست و غلاظت ڈالی گئی، پھر بھی آپؐ کے صبر و استقلال میں فرق نہ آیا، ہر تکلیف و مشقت پر خُدا سے یہی دُعا کرتے تھے، یا اللہ یہ قوم نادان ہے یہ مجھے نہیں پہچانتی ہے۔ اُن کو ہدایت دے۔ اُن پر رحم فرما، اُن کے قلب کی سیاہیوں کو دُور فرما۔ اور صراطِ مستقیم کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ حضرت کے زبانِ اقدس پر ہر تکلیف و مشقت پر یہی کلمات جاری تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے ہر مرتبہ فرمائے، یا رسول اللہ آپ اُن کی ہلاکت کے لئے دُعا فرمایئے، آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ برجستہ فرمائے، اللہ مجھے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ میں لعنت نہیں کرسکتا۔

آپ کا رہنا سہنا :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن روزہ رہ جاتے۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ ہفتوں گھر میں آگ نہ جلتی اور آپ شکمِ مبارک پر پتھر باندھ کر رہ جاتے۔ لیکن یہ حالت مجبوریوں کے تحت نہ تھی

بلکہ محض تعلیمِ اُمت کے لئے تھی کہ اگر وقت آجائے تو اپنے پیارے رسولِ عربی کی پیروی کرو۔ ورنہ آقا تو مالکِ کونین تھے۔ اگر چاہتے تو کوہِ اُحد جیسے پہاڑ یں سونا بنا کر آپؐ کے پیچھے رہتے۔ غریبوں و بے سہاروں و یتیموں کے شہنشاہ کا لباس کا یہ حال تھا کہ ایک جوڑا بھی صحیح وسالم نہیں۔ شب و روز اسی لباس میں ملبوس یہ نہیں کہ شب کے لباس علیٰحدہ اور دن کے لباس علیٰحدہ۔ خواہ دُنیا کے بڑے سے بڑے سے ملنا ہوتا یا ایک غریب سے لیکن آپ کے شان وضع داری میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ باوجود کہ مالکِ کونین ہونے کے شانِ مقدس کی کچّی اینٹ جس کی چھت کھجور کے پتّے اور چھال اور اُونٹ کے بال سے بنی ہوئی، اُونچائی اتنی کہ کوئی سیدھا ہو کر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک چٹائی ہوتی تھی جس پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے جب آرام سے بے دار ہوتے تو آپ کے پہلو و پشت پر چٹائی کے نشان ہوتے تھے۔ ایکمرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ عرض کیا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو میں بہترین چٹائی بنا دوں۔ حضورؐ نے انکار فرما دیا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ وصال فرمائے اُس وقت گھر میں جلانے کا تیل تک نہ تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابو طلحہؓ فرماتے ہیں، میں ایک مرتبہ رسولِ عربیؐ کو مسجد کے صحن میں بھوک کی شدت سے کروٹیں بدلتے دیکھا، ابو انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک دعوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی پر گوشت رکھ کر پیش فرمایا گیا تو آپ نے فرمایا یہ میری بیٹی فاطمہؓ کو دے آؤ۔ وہ بھی کئی دن سے بھوکی ہے۔ زندگی کی اس منزل میں آپ کی لاڈلی بیٹی خاتونِ جنت بھی شاملِ حال رہیں۔ اور کبھی آپ کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھایا۔ آپ کے اثاث البیت میں لکڑی کا پیالہ اور ایک کوزے کے علاوہ کچھ اور نہ تھا۔ آپ کی زندگی بالکل سادی گذری۔ کر وفر کی بالکل بو نہ تھی (ماخوذ از رہبرِ عالمؐ)

آپ کی وعدہ وفائی:۔ اب ذرا آپ کے عہد کی پابندی کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح آپ نے اپنے وعدہ کو بخوبی نبھایا۔ آپ ابھی جوان بھی نہ تھے اُس وقت تک آپؐ کے

سر پر بارِ نبوت نہیں ڈالا گیا تھا۔ ان دنوں آپ تجارت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارت کے ایک ساتھی عبد اللہ اُن کے ساتھ آپ اکثر کاروبار کیا کرتے ہیں۔ ایک دن اُن سے کسی مال کی خرید و فروخت کا کچھ معاملہ کیا بعد کچھ طے ہو چکی تھی کچھ رہ گئی تھی کہ عبد اللہ کو کسی کام سے جانا پڑا چلتے وقت وہ کہہ گئے کہ آپ یہیں ٹھہریں میں واپس آکر اسے پوری کروں گا۔ جانے کے بعد عبد اللہ بھول گئے، تین دن تک انھیں اپنا وعدہ یاد نہ آیا۔ تیسرے دن جب یاد آیا تو وہ دوڑے ہوئے اسی مقام پر آئے جہاں دونوں میں تین دن پہلے بات چیت ہوئی تھی۔ آکر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اُن کا انتظار کر رہے تھے۔ خود عبد اللہ تو اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بل نہیں آیا، بہت ہی نرمی سے اتنا فرمایا عبد اللہ تم نے مجھے زحمت دی، تین دن سے یہیں بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اسی طرح جب جنگ کے اندر کوئی معاہدہ ہوتا تو ہمیشہ آپ اُسی کی پابندی کرتے، کبھی سرمو برابر بھی اس کے خلاف قدم نہ اٹھایا، چنانچہ آپ کی اس معاہدہ کی نمایاں تصویر کو دیکھنا ہو تو صلحِ حدیبیہ کے معاہدہ کو ملاحظہ فرمایئے۔

آپ کے اخلاقِ مکارمہ:- اب آپ کی اخلاقی زندگی کو ملاحظہ فرمایئے۔ بچپن ہی سے یعنی آپ کی زندگی تہذیبی و اخلاقی حیثیت سے اس بلند مقام پر تھی کہ جس کے بارے میں کوئی فرد و بشر تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جب سے آپ نے ہوش سنبھالا۔ اسی وقت سے لے کر دنیا سے کوچ فرمانے تک آپ نے کسی انسان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائی یہی وجہ تھی کہ بڑی سے بڑی طاقتیں اس رحیم و کریم کے رسول اللہ کے قدموں پر جھکنے پر مجبور ہو گئیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں پیشاب کرنے لگا تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین روکنے کے لیے آگے بڑھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کرتے ہوئے فرمایا اس کو پیشاب کرنے دو، کیونکہ پیشاب روکنے سے تکلیف ہوگی۔ جب وہ شخص پیشاب سے فارغ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خدا کا گھر ہے۔ یہاں جبین نیاز خم کا ئ

جاتی ہے، یہاں گندگی و غلاظت نہیں کھائی جاتی۔ وہ شخص ان الفاظ کو سن کر آبدیدہ ہو گیا، اور اسی وقت دولتِ اسلام سے مشرف ہوا۔

اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں جو آپ کی اخلاقی زندگی کا آئینہ ہیں۔ جسے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہو تو اس آئینے میں دیکھ کر آپ کی شخصیت کو ملاحظہ کر سکتا ہے۔ آپ کے اخلاق کے بارے میں خود اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام میں تعریف فرما رہا ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

ظلم و تشدد پر رحم و کرم :- اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھی منزلِ رؤف رحیم میں تھی، اور ہے۔ بہت سے تاریخی واقعات شاہد ہیں، جسے کسی حال میں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ آپ کی جد و جہد صرف دفعِ ظلم و ستم کے لئے رہی۔ ہر جنگ میں آپ کا مدافعانہ رنگ تھا کبھی آپ نے اقدام نہ فرمایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی۔ آپ فتح و کامرانی حاصل ہوئی جنگ اُحد کا مشہور واقعہ ہے کہ جس میں کافروں نے بہت زیادہ آپ پر پتھروں کی بارش کی۔ حتیٰ کہ دندان مبارک شہید ہو گئے۔ آپ لہولہان ہو گئے، لیکن اس حال میں بھی آپ کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اسی طرح آپ ایک مرتبہ اتفاقاً ایک جنگل کی طرف نکل گئے، جا رہے تھے۔ اچانک ایک ہرنی کی غمگین آواز سنی فوراً اس جگہ پہونچ گئے۔ جب حال دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ شکاری لاکر باندھ دیا ہے اور ہرنی کہتی ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چند منٹوں کے لئے رہا فرما دیجئے کیونکہ میرے بچے بھوک کی شدت سے ہلاک رہے ہوں گے میں انہیں دودھ پلا کر فوراً واپس چلی آؤں گی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حال پر رحم فرماتے ہوئے اسے کھول دیتے ہیں، تھوڑی دیر کے بعد شکاری آتا ہے، اپنے شکار کے بجائے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں پاکر ہرنی کے بارے میں دریافت کرتا ہے۔ حضور پورا واقعہ سناتے ہیں استنے میں وہ ہرنی اپنے وعدہ کے مطابق آپہنچتی ہے۔ وہ شکاری اس عجیب و غریب واقعہ کو دیکھ کر

انگشت بدندان ہوتا ہے۔ اور آپ کے اس رحیمانا سلوک کو دیکھ کر فوراً ہرنی کو آزاد کردیتا ہے۔ اور مشرف با سلام ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے جس گوشے کو ملاحظہ فرمائیں ہر گوشہ اپنی جگہ آفتاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکات تعلیمات کو اپنا کر بھی ہر انسان ترقی کے بلند مقام پر پہنچ کر دنیا کا رہنما بن سکتا ہے۔ اور جنھوں نے اپنا یا تو ان کے کارنامے سے آج بھی دُنیا حیران ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اصحابِ اکرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی شخصیت آج کل کی انسانی تفکرات سے بہت بلند تھیں۔ جنھوں نے قانونِ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو اپنا کر دُنیا کو بتایا کہ دیکھو انسانی نجات اور اُس کی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ خُدا کے محبوب کے بتائے ہوئے اصول کو اپنائے۔ کیونکہ یہی اصول ہے۔ جس کی روشنی میں انسان صحیح معنیٰ میں اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے۔ آج ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر آگے ترقی کے منازل حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن جتنا ہی آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُتنا ہی ذلت کی غار میں گرتے جا رہے ہیں۔ اور یقیناً یہ غلط رو ایک دن ہمیں تباہ و برباد کردیگی۔ باوجود کہ ہم اپنی نظروں سے اُن ہلاکت آفریں سامان کو دیکھ کر، پھر اسی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ مسلمانو! آج بھی تم رہنما اور حکمراں بن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اپنے اسلاف کے طریقے اپنا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول پر چلو۔ تمھاری زندگی کے بنانے سنوارنے کا بہترین اصول قرآن وحدیث کے اندر موجود ہے۔ جس کی مثال آج تک دُنیا نہ پیش کر سکتی ہے تمہیں غیروں کی تقلید میں سوائے تباہی کے نجات نہیں مل سکتی ہے۔ نجات صرف اسلام کے زرین اصُول میں ہے اور بس

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

عدالت فاروقیؓ کی ایک جھلک

سید انوار اللہ براتہ توکل زمرۂ رابعہ

اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے ساری دُنیا کو امن اور سلامتی کا پیغام دیا تمام برائیوں کا خاتمہ کرکے اس کے جگہ پاکیزہ اصول پیش کیا۔ ظلم وستم کے نشیمن کو پھونکر اس نے عدل وانصاف کا خیمہ نصب کیا ایک ایسا میزانِ عدل دُنیا کے سامنے پیش کیا کہ جس نے شیر وبکر کو ایک مقام پر لا کھڑا کیا، جس نے رنگ ونسل کے امتیاز کو قطعی طور پر ختم فرماکر ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کے زریں اصول کو سامنے رکھا اسلام ایک ایسا ٹھوس اور مضبوط اصول ہے جس کے سامنے دُنیا بھی مجبور ہوکر سرنگوں ہے۔

آیئے، اسلام کی روشنی میں عدالتِ فاروقی رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح آپ نے اصول اسلام سے ایک اصول عدل وانصاف کے حقیقی مقام سے دنیا کو متعارف کرایا، صحیح معیار پر عدل وانصاف کو قائم فرماکر دنیا کو دعوت نظارہ رہا ہے، ذرا قابل توجہ ہے کہ ایک بیٹے کے لئے باپ کے دل میں کتنی وسعت اور دریائے محبت موجزن ہوتا ہے اور جبکہ بچہ ہونہار چھلتا ہے تو خیال فرمائیں کہ اس باپ کے محبت بیٹے کے حق میں کیسی ہوگی، مہربان باپ کو ہمہ وقت وہی تمنا رہیگی کہ میرا بچہ ترقی کرتا رہے دین و دنیا میں پھولے پھلے اب ذرا حضرت فاروقِ اعظمؓ جیسے باپ اور ابو شحامہ جیسے بیٹے کے تعلق کو ملاحظہ فرمائیں، حضرت ابو شحامہ ایک حسین وجمیل خوبصورت ہونے کے ساتھ کریم النفس اور بہترین قاری کے جسوقت تلاوت قرآن حکیم فرماتے تو سارے مدینے والے مست وسرشار ہو جاتے آپ کا سارا مدینہ فدائی تھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ انتہا سے زیادہ محبت فرماتے

لیکن جب اس پہیتے نورِ عین سے ایک لغزش شروع ہو جاتی ہے اور یہ خبر باپ تک پہنچتی ہے باپ کا تیور بدل جاتا ہے وہ باپ جسنے اپنے بیٹے پر کبھی اظہار ناراضگی نہ کیا آج اسی بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے زلف پکڑ کر گھسیٹا ہوا مجرم کے مقام پر لاکر کھڑا کر دیتا ہے معاملہ کے تحقیق ہو جانے کے بعد مائۃ جلدۃ کی تفسیر باپ بیٹے کے اوپر کر رہا ہے سَو دُرّے کے بعد نازک بدن نازک طبیعت بچہ ہمیشہ کے لئے خاموش اور فضائیں تحلیل ہو کر رہ جاتی ہیں ظاہرین نگاہ ہونکے لئے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ باپ نے بیٹے کے ساتھ ظلم کیا حقیقتہ ایسا نہیں کیوں آپ غور فرمائیں تو یہ بات تو صاف ہو جائیگی جو باپ اپنے بیٹے پر اتنی مہربانی کرتا ہو وہ کیسے ظلم کرسکتا ہے چنانچہ جب ابو شہامہ سپرد خاک کر دیئے جاتے ہیں تو اسی رات ایک صحابی نے خواب میں آفتاب رسالت سے اکتساب فیض کرتے ہوئے دیکھا تو صحابی رسول نے اپنے اپنے معاملات کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ابو شہامہ نے جواب دیا کہ مہربان باپ نے آخرت دردناک عذاب سے مجھے بچالیا وہاں کی سزا یہاں کے لئے رحمت ہو گئی اسطرح عدل ومساوات کی جھلک اس واقعہ سے ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ اور آپ کے غلام بیت المقدس تشریف لے جارہے ہیں تو انکے ساتھ ایک اونٹ تھا پہلے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہٗ اس اونٹ پر سوار ہوئے اور غلام سامنے رسّی پکڑ کر آگے چلا تھوڑی دور بعد آنے کے اتر کر غلام کو بیٹھایا اور خود رسّی پکڑ کر چلنے لگے اسطرح باری باری سے اترتے بیٹھتے آکر بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اونٹ پر سوار ہونے کی باری غلام کی آئی غلام نے آپ کو بہت اصرار کیا کہ آپ ہی سوار ہوں کیونکہ بیت المقدس آگیا ہے اور آپ امیر المومنین ہیں آپ نے غلام کی بات نہ مانی فرمایا کہ اب تیری باری ہے ہیں تمہارا سوار نہ ہونگا تجھکو سوار ہونا ہے میں رسّی پکڑ کر سامنے چلونگا

غلام مجبور ہو کر سوار ہو گیا، اور آپ رسّی پکڑے بیت المقدس میں داخل ہو گئے وہاں کے تمام لوگوں نے یہ سمجھے کے جو اونٹ پر سوار ہیں وہی امیر المومنین ہیں لیکن بعد میں لوگوں کو پتہ چلا کے جو اونٹ کی رسّی پکڑے ہوئے تھے وہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس واقعہ کو دیکھکر اکثر لوگ داخل اسلام ہو گئے۔ ایک دفعہ حضرت عمرو بن العاص کے فرزند عبداللہ نے ایک شخص کو بلا سبب مار دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باپ کے سامنے مضروب کے ہاتھ سے مار کھلایا اور باپ بیٹے دونوں عبرت کا تماشہ دیکھا گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی کی عدالت میں یہ خصوصیت تھی کہ آئین عدالت میں شاہ و گدا عزیز و بیگانہ شریف و رذیل یہ تمام آپکے پاس برابر تھے جبلہ بن الایہم غسانی شام کا ایک بادشاہ تھا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا ایک دفعہ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا تو اسکی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے جاتا ہے بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور اس شخص کو زور سے ایک طمانچہ رسید کیا اس نے بھی اس کا ترک بترک جواب دیا، بادشاہ بے حد غضب میں آکر عدالت حضرت فاروق اعظم رض کے پاس آیا اور اس واقعہ کو بیان کیا حضرت عمر فاروق اعظم رض نے جواب دیا کے جو کچھ تم نے کیا اسکی سزا پائی بادشاہ یہ بات سنکر حیران رہ گیا اور کہا کہ اگر ہم جیسے لوگوں کے ساتھ ایسا کوئی گستاخی کرتا ہے تو مستحق قتل ہوتا ہے حضرت عمر فاروق نے جواب دیا یہ زمانہ جاہلیت کی باتیں تھیں اسلام نے پست و بلند کو مساوات کا مقام عطا کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رض نے دولت و زور قوت و شہرت و ناموری کے اعزاز و امتیاز کے تمام خصوصیتوں کو چھوڑ دیا صرف اسلام کی خصوصیت کو قایم کیا۔ ایک مرتبہ ایک فقیر تنگ کوچہ سے گذر رہا تھا اسی کوچہ سے حضرت عمر فاروق اعظم آرہے تھے آتے وقت آپکا پاؤں سہواً اس فقیر کے پاؤں کو لگ گیا لیکن یہ فقیر نہیں جانتا کہ یہ کونسی ہستی ہے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اس

واقعہ کو اپنے خاص انداز میں بیان فرمایا ہے۔

نہ دانیست درویش بے چارہ کوست ... کہ رنجیدہ دشمن نہ داند ز دوست

بر آشفت بر روئے کہ کورے مگر ... بدو گفت سالار عادل عمرؓ

نہ کورم ولیکن خطا رفت کار ... نہ دانیستم از من گنہ در گذار

حضرت عمر فاروق اعظمؓ رضی اللہ عنہ کو نادان فقیر نے اندھا کہا اور دیگر گستاخی کے الفاظ میں ادا کیا پھر بھی آپ کے ہاتھوں سے عدل و انصاف کا دامن نہ چھوٹا۔ اسکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو اقتدار عدل و انصاف ہوا کرتا ہے لہذا اس مقتضا کے تحت آپ نے اس فقیر سے معذرت چاہی اپنی غلطی کو تسلیم فرمایا یہ بانی اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کا اثر ہے جس نے عمر کو فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) بنایا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مسجد نبوی سے متصل حضرت عباسؓ کا مکان واقع تھا آپ کا پرنالا مسجد کی جانب ہونے سے اسکا پانی مسجد میں گرتا تھا اور مصلیوں کو تکلیف ہوتی تھی حضرت عمر فاروقؓ عنہ اس پرنالے کو حضرت عباسؓ کے غائب پاتے میں توڑ ڈالا جب حضرت عباس کو اس کا علم ہوا یہ معاملہ قاضیٔ شہر کے عدالت میں داخل کیا کہ یہ مکان میں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتانے سے یہاں بنایا ہے مکان تیار ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے کندھے پر کھڑا ہوکر پرنالا لگایا میں نے ادباً انکار کیا لیکن حضرت محمد مصطفیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر میں نے اس کو لگایا قاضی شہر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ گواہ پیش کرو حضرت عباسؓ نے گواہ پیش کیا گواہی تم ہونے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے معذرت چاہی اور حسب فیصلہ پرنالا لگوانے کیلئے حضرت عمر فاروق اسی طرح کھڑے ہوگئے جیسے حضور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لگوایا تھا۔ یعنے حضرت عباسؓ نے انکے کندھے پر کھڑے ہوکر پرنالا لگایا۔ اسکے بعد پھر اتر کر حضرت عباسؓ نے فرمایا یہ جو کچھ ہوا میرا حق تھا۔ اب میں اس مکان کو مسجد نبوی میں دیتا ہوں۔ دیکھا آپنے قیصر و کسریٰ کو شکست دینے والا جنرل کسطرح میزان عدل کو کس حسن اسلوبی سے قائم کیا۔

کیا اسلام تلوار سے پھیلا

سید عظمت اللہ میسوری زمرہ رابعہ

اسلام اپنی معنوی خوبیوں کے تحت بڑھا اور ہمیشہ ترقی کرتا چلا گیا۔ ہر زمانے میں مخالف طاقتیں اس سے نبرد آزما ہوئیں۔ لیکن ہمیشہ اس کا حسن نکھرتا ہی گیا گو کہ بعض نافہم حضرات نے یہ اعتراض کر دیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہاں ہم اس بات کے منکر نہیں کہ اسلام میں جنگیں ہوئی ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ جنگ ہی اسلام کے پھیلانے کا سبب ہے۔ اگر مذہبِ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا جاتا تو آج اس میں اتنی پختگی اور ثبات نہ ہوتا۔ اسلام دینِ فطرت ہونے کی وجہ سے لوگوں نے بہت جلد اس کو اپنا لیا۔ ہر شخص جو چیز اپنے فطرت کے موافق ہوتی ہے اسے بہت جلد اپنا لیتا ہے۔ مثلاً بچوں کی فطرت کھیل کود کی ہوا کرتی ہے، لوگ اپنے بچوں کو پہلے کھیل کے سامان دیا کرتے ہیں، جب بچہ جس سامان پر متوجہ ہوتا ہے، تو والدین اسی پر بچے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر بچے کو سامان فراہم کئے جاتے ہیں، تو بچے بہت خوش ہو جاتے ہیں اور رات دن اس میں منہمک رہتے ہیں۔ اسی طرح سے لوگوں نے جب دیکھا کہ مذہب اسلام اُن کی فطرت کے موافق ہے۔ لہٰذا انھوں نے اپنا لیا ہے۔

اور مذہب اسلام کا عروج وارتقاء مادّی طاقتوں کے سہارے نہیں رہے۔ اسلام اپنے اندر تعلیم کے جو نمونے رکھتا ہے۔ اسی جوہر نے اُسے آج کے اندر مقبولیت بخشی ہے۔ اسلام کا وہ اصول جس نے عرب غیور کے سینے پر ضرب کاری کا کام کیا جس کی وجہ سے وہ تلملا اُٹھے سب سے پہلے اس نے دُنیا کے سامنے پیش کر کے بتا دیا کہ ــــ

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ۔۔۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

آج مغرب بھی جمہوریت اور مساوات کی آواز بلند کر رہا ہے لیکن اب تک وہ خود اپنے ذہن و دماغ سے کالے اور گورے کی عصبیت کو ختم نہ کر سکا۔ آج اگر کوئی عیسائیت کو قبول کر لیتا ہے مگر پھر بھی اُس کو یہ شرف حاصل نہیں کہ قدیم عیسائی یا عیسائی کے کسی رہ نما کے ساتھ بیٹھ کر ایک دسترخوان پر کھا سکے، یا ایک صف میں کھڑا ہو کر عبادت کر سکے۔ مگر وہی شخص اگر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو تمام احکام اُس پر وہی عاید ہو جاتے ہیں، جو کہ ایک قدیم مسلم کے لئے ہیں۔ اُس کی اسلام کے نزدیک وہی مقبولیت ہے جو کہ ایک قدیم مومن کی حیثیت ہے۔ مسٹر گاندھی جیسے انسان کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ مذہب اسلام تلوار و دولت و اسلحہ کا سہارا لے کر نہیں بڑھا۔ بلکہ وہ اپنے اندر ایک ایسی جاذبیت رکھتا ہے جس نے دیکھا فوراً سر تسلیم خم کر دیا۔ یہ مذہب اسلام ہی کا کرم ہے، جس نے انسان کو اپنے مقام سے متعارف کرایا، اور معبود حقیقی سے قریب کیا۔ آج دُنیا اسلام اور بانی اسلام کے احسانات کبھی بھلا نہیں سکتی۔ اس لئے احسانات سے انکار گویا کہ حقائق سے انکار اور بانی اسلام سے مکابرہ ہوگا۔ اسلام کے صلہ رحمی اور اخلاق کریمانہ کو ملاحظہ کرنا ہے تو اس قصہ کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جب قریش کے چند افراد قیدی بن کر مدینے کو لائے گئے تو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا سلوک رہا۔ اگر حضور چاہتے تو یقیناً ان لوگوں سے بدلے لیتے، جنھوں نے مکی زندگی میں آپ کے اوپر ظلم و ستم توڑا، اور ہمیشہ ستاتے رہے۔ ذرا بھی سکون نہ لینے دیا۔ مگر آپ نے ان سے کچھ فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ اور کئی قیدیوں کو آپ نے کپڑے دلائے، اور جن قیدیوں کو لکھنا پڑھنا آتا تھا ان سے یہ فرمایا کہ تمہارا ذمہ انصار کے بچّے کو لکھنا پڑھنا سکھا دینا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور آپ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی، ایک کافر جو آپ کا

دشمن تھا۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ کے قریب پہنچا، اور تلوار درخت سے نکال کر گستاخانہ انداز میں بولا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تم کو کون بچائے گا۔ آپؐ نے فوراً جواب دیا اَللّٰہ۔

اس لفظ کے سنتے ہی اس کے جسم میں لرزہ پڑ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی۔ آپ نے تلوار اٹھا کر فرمایا کہ اب تجھے کون بچائے گا۔ وہ کافر اس وقت حیران ہو گیا، اور روئے مبارک کی جانب دیکھ کر کہا، آپ، تو حضورؐ نے فرمایا کہ کہو اللہ بچائے گا۔ اور فرمایا کہ جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ وہ کافر یہ سنتے ہی فوراً سر تسلیم خم کرتے ہوئے پکار اٹھتا ہے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ وہی شخص تھوڑی دیر پہلے جانی دشمن تھا۔ اب وہی جاں نثاروں میں سے ہو جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مدتِ دراز تک ایک کافر کے غلام تھے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ان کا مالک ان کو تکلیف دیا کرتا تھا اور ان کے گلے میں رسی باندھ کر لڑکوں کے ہاتھ میں دیا کرتا تھا تاکہ ان کی بے عزتی ہو، ان کو دھوپ میں تپتے ہوئے ریگستانوں میں لٹا کر ان کے سینے پر پتھر کے گرم گرم چٹان رکھ دیئے جاتے تھے۔ تاکہ ان تکالیف کو نہ برداشت کر کے اسلام سے برگشتہ ہو جائیں لیکن جس کے لئے بادۂ توحید کے ایک گھونٹ نے حقائق اور معارف کے دروازے کھول دیئے ہوں وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں نہ ممکن و محال تھا حضرت جتنے مصائب کا سامنا کرتے رہے اتنے ہی خدا اور رسول کی محبت ان کے اندر جاگزیں ہوتی گئی۔ ایک مرتبہ حضرتِ علیؓ کا ایک کافر سے مقابلہ ہوا اور دورانِ جنگ میں وہ زمین پر گر پڑا اور حضرت علی اس کے سینے پر بیٹھ کر اس کا سر تن سے جدا کر دینا چاہتے تھے کہ اس نے حضرت علیؓ کے چہرے پر تھوک دیا، جس کی وجہ سے آپ کو غصہ آیا، غصہ آتے ہی فوراً اس کے سینے سے اتر گئے۔ اس نے متعجب ہو کر

حضرت علیؓ سے پوچھا کہ میرے تھوکنے پر آپ بہت زیادہ غصے میں آکر کیوں اُٹھ گئے۔ حالانکہ فوراً آپ کو مجھے قتل کرنا چاہیئے تھا کوئی شخص اپنے حریف کو نیچے لا کر چھوڑ دے سخت نادانی ہے۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے جہاد کر رہا تھا لیکن تمہارے تھوکنے پر مجھے غصہ آیا، جس میں میرے نفس کا دخل تھا۔ لہذا میں اُتر گیا کیونکہ جو کام میں اللہ کے لئے لڑ رہا تھا اس میں اپنے نفس کے دخل سے عمل بیکار ہو جاتا ہے۔ لہذا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اتنا سننا تھا کہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور فوراً مسلمان ہو گیا۔ اس طرح سرزمین مکہ کا بہادر نوجوان جو آج فاروقِ اعظمؓ سے مشہورِ دنیا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ننگی تلوار لئے ہوئے گھر سے روانہ ہوئے اس اثناء میں ایک شخص حضرت عمرؓ سے ملے، دریافت کیا، اے عمر تم کہاں جا رہے ہو، عمرؓ نے جواب دیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں، انھوں نے کہا پہلے اپنی بہن کے گھر کی حالت تو دیکھو بعد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ اپنے بہن کے گھر روانہ ہوئے، تو اپنے بہن اور بہنوئی دونوں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ آپ بہت غصہ میں آجاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بہن اور بہنوئی دونوں کو بے حد مارتے ہیں، حتیٰ کہ جسم سے خون جاری ہونے لگتا ہے بہن نے بھائی سے کہا اے عمر اگر تم ہماری بوٹیاں بوٹیاں کر دو مگر ہم جس کتاب پر ایمان لا چکے ہیں اس سے منکر ہو جائیں یہ ناممکن ہے۔ اتنی سی بات سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے وہ کتاب سناؤ کہ وہ کیسی ہے۔ بہن نے کہا تم اس قابل نہیں کہ اس کتاب کو چھو سکو لہذا پہلے پاک ہو کر آؤ، پھر کتاب دی جائے گی۔ چنانچہ جب آپ غسل کر کے بہن کے پاس تشریف لائے تو ان کی بہن نے سورہ طٰہٰ کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عمر سنتے رہے اور زار زار روتے رہے۔ سننے کے بعد فوراً مع تلوار کے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے ہیں۔ وہ شخص جو اسلام اور اسلام کے رہنما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جان کا دشمن تھا۔ وہی اب شیدائیوں میں ہو گیا۔ اللہ ہم کو بھی خدمتِ اسلام کی توفیق دے۔

میرے پسندیدہ اشعار

از حفیظ الرحمٰن زمرۂ اول

اقبال

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس اُن کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینے میں

(۲)

وہی خوش حال ہے اس روئے زمیں پر
قناعت جو کرے نانِ جویں پر

(۳)

وہ جگر سوزی نہیں وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گردِ شمع پروانے رہے

(۴) غالب

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے دوچار ہے

(۵) اقبال

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزانوں میں

(۶) شرف

میں تم سے ضبط کا وعدہ تو کر لوں
مگر دل ہے قرار آئے نہ آئے

(۷) غالب

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

(۸) بیکل

یارب پڑی ہے میری میت اسی طرح
بیٹھے رہیں وہ بال پریشاں کئے ہوئے

(۹) ظفر

خبر کیا تھی تہہ دریا بھی ہوگی موجِ ساحل ہے
سفینے کو بچایا کرتے چلے تھے ہم کناروں سے

(۱۰) ظفر

کھول دے صیاد تو کھڑکی قفس کی شوق سے
بلبلِ بے بال و پر ظالم کدھر اُڑ جائیگی

(۱۱) غالب

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

(۱۲) غالب

کوئی اُمید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معیّن ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

اقوالِ زرّیں

—————— نعمت اللہ زمرۂ اول

مختلف بزرگوں اور حکماء کے اقوالِ زرین ہدیۂ ناظرین ہیں۔

(۱) لوگوں میں زیادہ دیکھنے والا وہی ہے جو اپنے کو دیکھتا ہے۔

(۲) احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا۔

(۳) جاہل کی نظر مال پر اور عاقل کی نظر کمال پر رہتی ہے۔

(۴) جس نے راز کو چھپایا اپنے مراد کو پہونچا۔

(۵) انسان کی زندگی دیوار اور درخت کے سائے کی طرح ہے۔

(۶) ایک دن کے وقفہ سے ملو، محبّت زیادہ ہوگی۔

(۷) احمق کا دل اُس کے منھ میں اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں رہتی ہے۔

(۸) دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

(۹) بہترین عطیّہ وہ ہے جو حاجت کے موافق ہو۔

(۱۰) عاقل کا گمان جاہل کے یقین سے بہتر ہے۔

(۱۱) جاہل کی زبان مالک ہوتی ہے اور عاقل کی زبان مملوک ہوتی ہے۔

اخلاصِ عمل

——— از ٹی ایم احمد بادشاہ میل وشارم زمرہ اول

معاشرتی زندگی میں توحید کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر عمل محض آخرت کی کامیابی اور خدا کی خوشنودی کے لئے کیا جائے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں وارد ہے :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِیْهِ فَاَنَا بَرِیْ هُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَهٗ (مسلم)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ میں دوسرے تمام شرکاء کے مقابلہ میں شرک سے بالکل بے نیاز ہوں، جس شخص نے بھی کسی عمل میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا میں اس کے اس عمل سے بری ہوں، کوئی نیک عمل درحقیقت اسی وقت نیک عمل ہے، جب اس کا مقصود خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہو، اور اگر اس میں دکھاوا، شہرت، نام آوری یا کوئی دوسری دنیوی غرض شامل ہو گئی تو بے نیاز خدا کے دربار میں اس عمل کا کوئی وزن نہیں، اس بے نیاز کے یہاں تو صرف وہی عمل مقبول ہے، جو صرف اس کے لئے کیا گیا ہو، اور آخرت کے میدان میں صرف اسی نیک عمل کی قیمت لگتی ہے، جس کا محرک صرف آخرت کی کامیابی ہو۔ اخلاصِ عمل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے پسندیدہ کام کرے، ان میں سے چند اہم اور ضروری کام یہ ہیں :- پانچوں وقت کی نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، سچ کہنا، مال و دولت ہو تو زکوٰۃ دینا۔ اور حج کرنا۔ صدقہ دینا، غریبوں [illegible] پر رحم کرنا، دوسروں کے ساتھ سچائی، انصاف، ہمدردی، رواداری [illegible]

تمام معاملات میں دیانت اور امانت کے اصولوں پر عمل کرنا۔

آپ کسی کے ساتھ کیسا ہی نیک برتاؤ کرتے ہو اور کیسا ہی حسنِ سلوک فرماتے ہو، لیکن اگر اس کا حقیقی محرک رضائے الٰہی کے سوا کوئی اور غرض ہے تو اللہ کی نظر میں، اُس کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔ خود آپ کے ساتھ اگر کوئی ایسا سلوک کرے کہ اُس کے دل میں آپ کی محبت نہ ہو، بلکہ وہ آپ سے کوئی غرض پوری کرنا چاہتا ہو تو کیا پھر بھی آپ کے دل میں اُس حسن وسلوک کی کوئی قدر و قیمت ہو گی۔ دراصل یہ ایک اصولی بات ہے کہ جس ارادے اور نیت سے کام کیا جائے، ویسا ہی اجر و نتیجہ بھی سامنے آئے۔

اسلامی معاشرہ میں ہر شخص اپنے حسنِ عمل کا اجر صرف خُدا سے طلب کرتا ہے۔ اور اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے دوسروں کے سلوک کرتا ہے۔!

غور کیجئے، اس اخلاص کے ساتھ کی جانے والی محبت کتنی سچی ہو گی، اور ایسی خیر خواہی کتنی سچی خیر خواہی ہو گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دین عام انسانوں کی سچی خیر خواہی، اور وفاداری کا نام ہے۔ ایک ایسے معاشرے پر نہ صرف آخرت میں رحمتوں کی بارش ہو گی بلکہ دنیا میں بھی سُرخروئی اور کامیابی سے نوازا جائے گا۔ جس انسان کو آخرت کی کامیابی اور دُنیا میں نیک نامی مطلوب ہے، اُس کو چاہیئے کہ اچھے اور مخلصانہ عمل کرے۔

اخلاصِ عمل کی برکت

ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار تین آدمیوں کا ایک قصّہ سنایا کہ یہ تینوں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں بارش آ گئی، تینوں نے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لی، اتفاق سے غار کے مُنہ پر ایک چٹان آ پڑی، اور غار کا مُنہ بند ہو گیا۔ تینوں آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم تینوں کو چاہیئے کہ اپنے اچھے اور مخلصانہ عمل کا واسطہ دیکر اپنے رب سے دُعا کریں، اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ اس مصیبت کو ٹال دیگا۔

چنانچہ ایک نے کہنا شروع کیا اے اللہ میرے ماں باپ بہت ہی کمزور تھے، میرے کئی ایک چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور اس سے ان کو پرورش کرتا تھا دن بھر بکریاں چراتا اور شام کو گھر لوٹتا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دن مجھے لوٹنے میں دیر ہوگئی اور رات آگئی ماں باپ سو چکے تھے، میں نے روزانہ کی طرح دودھ دوہا، اور دودھ لیکر ماں باپ کے سامنے پہنچا اور انکے سرہانے کھڑا ہوگیا یہ بھی مناسب معلوم نہ ہوا کہ ماں باپ کو بیدار کردوں اور یہ بھی گوارہ نہ تھا کہ ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں بھوک کی وجہ سے۔ وہ بلک رہے تھے لیکن میں یوں ہی دودھ کا پیالہ لئے ساری رات کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اے اللہ اگر میں نے یہ عمل صرف تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو ہم پر سے یہ مصیبت کو ٹال دے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس مخلصانہ اور مقبول عمل کے صلہ میں پتھر کو تھوڑا سا ہٹا دیا جس سے باہر نکلنا ناممکن تھا۔

دوسرے نے کہا۔ اے اللہ میری ایک چچازاد بہن تھی اور مجھے اس سے محبت تھی اگرچہ کہ میں بے بس تھا جب میرا بس چلا تو اس نے کہا۔ تو اپنے خدائے پاک سے ڈر۔ اور مہر کو نہ توڑ مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی اور خوف سے کانپتا ہوا اس برائی سے بچ گیا۔ میرے اللہ اگر یہ کام میرا کام خالص تیری خوشنودی کیلئے تھا تو، اے اللہ تو اس پتھر کو غار سے ہٹا دے اور ہمارا راستہ کھول دے اللہ تعالیٰ نے پتھر کو تھوڑا اور ہٹا دیا۔ جس سے باہر نکلنا ابھی مشکل تھا تیسرے نے کہا اے اللہ میں چند مزدوروں کو کام پر بلایا اور ان سب کی مزدوری بھی دے دیا لیکن ایک شخص مزدوری لئے بغیر چلا گیا پس میں نے اسکی مزدوری کو یہاں تک بڑھایا کہ اس سے بہت سا مال ہوگیا۔ مزدور زمانۂ دراز کے بعد لوٹ آیا اور کہا اے بندہ خدا میری مزدوری ادا کردے میں نے کہا اونٹ گائے، بکری اور غلام جو کچھ بھی تم دیکھتے ہو سب تمہاری ہی مزدوری ہے اس نے کہا بندۂ خدا مجھ سے مذاق نہ کرو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کررہا ہوں پس وہ اپنا پورا مال لے گیا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو ہم سے چٹان کی مصیبت کو دور فرما پس چٹان کھسک گئی۔ اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ (متفق علیہ)

نماز

محمد فیاض بھٹکل زمرۂ اوّل

اسلام کے دُنیا میں آتے ہی طاغوتی طاقتوں کا شیرازہ منتشر ہوگیا تاریکی میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو اسلام کی روشنی نے اپنی حقیقی منزل دکھائی وہ انسان جو اپنے مالک حقیقی کو فراموش کرکے غیر خدا کی پرستش کر رہا تھا جس کے دل و دماغ شیطانی تصورات سے بھرے ہوئے تھے۔ اسلام نے یکسر ان تمام تصورات کو محو فرما کر خالص توحید کا تصوّر ذہن انسانی میں بسایا۔ اور تمام انسانوں کو آستانِ الٰہی پر جھکایا۔ تمام انسانوں کو کفر کی غلاظتوں سے پاک کرنے کے بعد اسلام نے ایک ایسا جوہر عطا فرمایا، جس سے انسانی قلب و دماغ میں خالص توحید کا نقش مستحکم ہوتا چلا جائے۔ جو منتشر انسانیت کو ایک دھاگے میں پرو دے اور اتحاد و اتفاق کی ایک ایسی چٹان بنا دے۔ جسے دُنیا کے بڑے سے بڑے طوفان بھی متزلزل نہ کر سکے۔ وہ جوہرِ نماز ہے۔ نماز ایک ایسی اعلیٰ شئے ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے تمام احکام بذریعۂ جبرئیلؑ دُنیا میں اُتارا مگر نماز اپنے محبوب، بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو از خود معراج میں عرشِ اعظم پر بلاکر معراج کرائی اور معراج والے کے صدقے میں تمام بندوں کو تحفۂ نماز دے کر معراج عطا فرمائی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ الصّلوٰۃ معراج المومنین خواجہ غریب نواز اجمیری سنجری رحمۃ اللہ علیہ دلیل العارفین صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں کہ نماز ایک راز ہے، جو بندہ اپنے خدا سے کہتا ہے۔ نماز کا پڑھ لینا کمال نہیں، بلکہ اس کا قائم رکھنا کمال ہے۔ جو کوئی نماز کو جتنی پاکیزگی سے ادا کرے گا۔ اُتنی ہی زیادہ نماز اُسے اپنے رب سے قریب کرتی جائے گی:۔

ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء و المنکر

نماز جملہ عبادات سے افضل ہے۔ اس لئے کہ وہ خالص رب کا نام ہے۔ اس لئے قیامت کے دن کلمہ طیبہ کی اہمیت زیادہ ہوگی اور دفترِ اعمال میں کلمہ زیادہ وزنی ہوگا، کیونکہ وہ رب کا نام ہے۔ نماز ہی وہ ذریعہ ہے جس کے سبب اپنے مالکِ حقیقی کے بارگاہ میں پہونچ کر اپنے رب سے باتیں کرتا ہے۔ اس لئے نماز پڑھنے والے کے فضائل میں احادیث کثیر وارد ہوئی ہیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی نماز کو اچھی طرح پابندی سے ادا کریگا، اُس کے لئے نماز قیامت کے دن نُور و ایمان اور اسلام کی دلیل ہوگی، دوسری حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میدانِ حشر میں بعض لوگوں کے چہرے مثل ستاروں کے تابندہ ہوں گے جن کو دیکھ کر فرشتے سوال کرینگے، وہ کونسا عمل ہے جو تم نے کیا ہے۔ جس کی بناء پر خلاقِ عالم نے تمہارے چہروں میں ستاروں کی تابندگی بخشی ہے، تو جواب دینگے، ہم اذان سنتے ہی فوراً تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لئے وضو کرنے کھڑے ہوجاتے۔ اس طرح بعض کے چہرے ماہِ کامل جیسے ضوفشاں ہوگئے۔ بعض کے ماہِ خاور جیسے دمکتے ہوگئے۔ فرشتوں کے سوال پر اُن کا یہی جواب ہوگا کہ ہم اذان سے پہلے نماز کے لئے وضو کرتے اور اذان سے پہلے نماز کے لئے مسجد میں جایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو نہایت حسین وجمیل بنا کر چھ سو پر عطا فرمایا، ہر ایک پر کی وسعت فاصلۂ بین المشرق والمغرب ہے تو جبرئیل نے اپنا حسن دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا الٰہی کیا مجھ سے بھی زیادہ تو نے کسی کو حسین پیدا فرمایا ہے۔ ندا آئی، نہیں اسی وقت شکرانہ ادا کرنے کھڑے ہوگئے اور دو رکعت نفل ادا کی ہر رکعت میں بیس ہزار برس کی مقدار کھڑے رہے۔ بعد نماز پھر ندا آئی کہ اے جبرئیل تو نے میری عبادت کا حق ادا کیا۔ ایسی عبادت کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن آخر زمانے میں میرے محبوب نبی آخر الزماں ہوکر مبعوث ہوں گے۔ جن کی گنہگار اُمت بہت

ناتوان ہوگئی۔ جو تھوڑی دیر میں بھول چوک کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرینگی۔ اپنے فکروں
میں عرق اور گناہوں میں ڈوبی ہوگی۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اُنکی نماز کو
تیری نماز سے زیادہ پسند کرونگا کیونکہ تو نے اپنی خوشی سے ادا کی ہے۔ اور وہ
لوگ حکم سے ادا کریں گے۔ پھر حضرت جبرئیل نے عرض کیا۔ الٰہی، ان کو اس عبادت
کے بدلے کیا ملیگا۔ حکم ہوا۔ جنت الماویٰ۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ۔ اللہ
تبارک تعالیٰ۔ نماز ادا کرنے والوں کے لئے سب سے بلند مرتبہ و مقام منتخب فرمایا
لہٰذا مولیٰ تعالیٰ سے عرض ہے کہ۔ حبیبؐ کے صدقے میں ہم تمام مسلمانوں کو
صلوٰۃ کی توفیق دے۔ آمین۔

علم دین کی فوقیت

ایم۔ جی۔ خلیل الرحمٰن زمرۂ اولیٰ

چو شمع پئے علم باید گداخت   کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
میا موز جز علم گر عاقلی   کہ بے علم بودن بود غافلی

دنیا میں ہر چیز کو صاف کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی چیز ہے لیکن انسان کے ذہن کو علم کے ذریعہ صاف کیا جاتا ہے اسلام نے علم کے حاصل کرنے کی بڑی اہمیت بتائی ہے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

طا   علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

یعنی علم دین حاصل کرنے کیلئے اگر ملک چین میں بھی جانا پڑے تو

جا کر حاصل کرو علم کے ذریعہ انسان چیزوں کی حقیقت کو پہچانتا ہے یہ ایک ایسی روشنی ہے جس سے انسان پر کوئی راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا یہ علم ہی کا نتیجہ جو آج انسان فضاؤں میں اڑ رہا ہے ستاروں میں اپنا ٹھکانا بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ سب علم ہی کے کرشمہ ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم نیکی اور بدی کی کسوٹی ہے جس کے ذریعہ سے انسان نیکی اور بدی میں تمیز کر سکتا۔ ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

ترجمہ۔ کس چیز سے انسان فضیلت والا ہوتا ہے آپ نے فرمایا

دونوں لفظوں کے جواب نے ظاہر کر دیا۔ کہ فضائل و کمالات کا ذریعہ علم ہی ہو سکتا۔ مال و دولت یا خاندان شرافت انسان کو بلند نہیں کر سکتی۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے سوال فرمایا کہ کونسا عمل فاضل تر ہے۔ آپ نے فرمایا علم۔ ہر صحابی وہی

وہی سوال کیا۔ آپ نے وہی جواب دیا، تیسری مرتبہ صحابی نے کہا۔ میں عمل کے متعلق سوال کرتا ہوں، علم کے بارے میں نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تھوڑا علم بہتر ہے۔ اس کثیر عمل سے جو جہالت سے ہوتا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے علم پیغمبروں کی میراث ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف گلستان میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہوئے اس نظریہ کی توضیح کی ہے کہ کسی ملک میں دو بھائی رہا کرتے تھے ایک علم سیکھتا تھا اور دوسرا مال جمع کرتا تھا۔ ایک تو علامۂ مصر اور دوسرا عزیز مصر ہو گیا۔ ایک مرتبہ امیر نے حقارت سے اُس فقیہ کی طرف نظر کی اور کہا میں تو بادشاہ بن گیا ہوں، تو فقیر کا فقیر ہی ہے۔ فقیہ نے جواب دیا اے بھائی اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل مجھ پر زیادہ ہے۔ میں اُس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھ کو پیغمبروں کی میراث ملی ہے۔ یعنی علم اور تم کو میراثِ فرعون وہامان یعنی ملکِ مصر اور آپ ہی نے یہ شعر کیا ہی خوب فرمایا ہے

بنی آدم از علم باید کمال ۔۔۔ نہ از حشمت و جاہ مال و منال

ایک حدیث میں وارد ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص علم کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اس کو دوہرا اجر ملتا ہے اور جو طالب علم ناکام رہا اُس کو بھی ایک اجر تو طلبِ علم میں جدوجہد کا مل ہی جاتا ہے۔ (طبرانی) حدیث شریف میں آیا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کو ایسی حالت میں موت آجائے کہ وہ علم حاصل کر رہا ہو تو یہ شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ انبیاء اور اس شخص کے مرتبہ میں ایک درجہ کا فرق ہو گا۔ اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ مذکورۂ بالا فضائل علم جو رقمطراز ہیں اس سے کس علم کو مراد لی جائے۔ دینوی نہیں۔ بلکہ وہ علم جو بندے کو خدا سے ملا دے۔ جس کے حاصل کرنے کے لئے بزرگانِ دین نے اپنے ملکوں سے ہجرت فرمائی، انہیں میں مشہور و معروف ہستیاں یہ ہیں حضرت عبد القادر جیلانی رحمہ جنھوں نے اس علم کی خاطر جیلان سے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اپنے وطن شیراز سے

(باقی صفحہ ۶۴ پر)

فضائلِ درود شریف

ــــــــــ از سید امان اللہ ما مبلی زمرۂ اولیٰ

سب تعریف اس پروردگار کے لئے جو تمام عالم کا خالق و مالک ہے۔ اور درود لامحدود حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے آل و اصحاب پر نازل ہو میں اس وقت جس موضوع پر ہوں اس میں اس قدر وسعت ہے کہ زندگی اسی کے لئے وقف کردی جائے جب بھی یہ ختم نہ ہو باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب)

ترجمہ :۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والوں تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو۔

یہ امر قابلِ غور ہے کہ جب اللہ پاک خود آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہو، نیز اس کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہوں تو آپ کو کس درجہ برتر مقام حاصل ہے۔ پھر آگے اہلِ ایمان سے خطاب کیا گیا کہ تم بھی صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت سے مراد ہے، اور فرشتوں کے صلوٰۃ کا مطلب استغفار ہے، اور مومنین کی صلوٰۃ سے دُعا مقصود ہے۔

عَنْ اِبْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ . فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ قَالَ قُوْلُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے تو سلام بھیجنا سیکھا مگر آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا کہو :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۃ

امام ابن القیم ؒ نے درود شریف کے چالیس فائدے گنائے ہیں۔ آپ کے سامنے اس وقت صرف چند فوائد کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جو درود کا ورد کرتا ہو اُس پر باری تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیوں کا اضافہ ہوگا۔ اس کے دس درجات بلند ہوں گے۔ رب العزت اس کی دس خطاؤں کو عفو فرماتا ہے۔ دُعا جب ہی قبول ہوگی کہ پہلے درود پڑھا گیا ہو۔ ورنہ وہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان مُعلّق رہ جائے گی۔ دنیوی مشکلات آسان ہوتی ہیں۔ آخرت میں سید الانبیاء کی شفاعت نصیب ہوگی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (رواہ النسائی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عَشْرًا فِی اَوَّلِ النَّھَارِ وَعَشْرًا فِی اٰخِرِ النَّھَارِ نَالَتْہُ شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (رواہُ الطبرانی)

فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو شخص مجھ پر صبح میں دس مرتبہ اور شام

دس مرتبہ اور شام میں دس مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ لِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً (رواہ الترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن تمام لوگوں میں مجھ سے قریب وہی شخص ہوگا جو مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھتا رہا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (رواۃ ترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ کنجوس وہی شخص ہے۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامُ

(احمد، نسائی، مستدرک، حاکم، بیہقی، ابنِ عدی)

ابنِ مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں۔ جن کا کام صرف یہ ہے کہ وہ روئے زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں اور میری اُمت کا سلام میرے پاس پہنچاتے رہتے ہیں۔

ناظرین ان احادیث نبویہ سے آپ خود درود شریف کی فضیلت کا اندازہ فرمایئے۔

جس مقدس ذات کے طفیل میں ہمیں ایمانی زندگی ملی، اور ہمیں کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے لقب سے نوازا گیا اور دین و دُنیا کی نعمتوں سے نوازا گیا، اگر ہم ایسی ہستی پر درود بھیجنے میں بخل یا کسل سے کام لیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا احسان فراموشی ہوگی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر جس قدر احسانات ہیں اس کا کوئی کیا اندازہ

کرسکتا ہے۔ ؟ واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم زندگی بھر درود شریف بھیجتے رہے اور اسی حالت میں اللہ سے جاملیں تو بھی آپ کے احسانات میں سے ایک دو کا بھی بدل نہیں ہو سکتا۔ کجاکہ پورے احسانات کا بدل ہو۔ ؎

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک السّلام اے نبی الوریٰ

(بوستان)

(بقیہ صفحہ ۶۰ کا "علمِ دین کی فوقیت") بغداد کی طرف سفر فرمایا۔ حضرت امام غزالیؒ سوکھی روٹی کے ٹکڑے چباچبا کر علم حاصل کرتے تھے۔ یہ کونسا علم تھا یہ علم دین ہی تھا۔ جس کے لئے اتنی سختیاں اُٹھائے اور اپنے مقصد کو پہنچے۔ دُنیا میں جتنے بھی علوم ہیں ان سب سے اعلیٰ اور بلند ترین مقام درحقیقت علمِ دین کو حاصل ہے۔ ہم تمام طلبا کو چاہیئے کہ علمِ دین حاصل کرنے میں خوب جاں فشانی سے کام لیں پھر اس سے دُنیا کو فائدہ پہنچائیں۔ مبادا کہ دینوی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم اس چمنستانِ علوم نبوی میں پہلا ہی قدم اُٹھانے لگیں تو اس کی بو تک بھی نصیب نہ ہوگا۔ صدہا سال پیشتر ہی حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بات کہی ہے۔ اور جس کو زرین حروف میں لکھنا چاہیئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا علم از بہر دیں پروردن است نہ از بہر دُنیا خوردن یعنی علم دین کے پالنے کے واسطے ہے نہ کہ دُنیا کھانے کے واسطے۔ بارگاہِ ایزدی میں التجا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں علم دین با عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

بیلکنر قومی پریس لبّے مسجد سٹریٹ بنگلور ۲

4